ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

4 جون 2003ء۔ ۳ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

- ہمارا شرمناک کردار! (اداریہ)
- افغانستان کی نئی صورت حال (تجزیہ)
- سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے (روداد سفر)

www.tanzeem.org

جلد 12 شمارہ 19

اسلامی قانون کی امتیازی خصوصیت

''انسانی قانون بنیادی طور پر ناقص، نامکمل اور محدود ہوتا ہے جبکہ الہامی بنیادوں پر استوار قانون کامل اور وسیع ہوتا ہے۔ اسی الہام پر مبنی نظام و قانون کا نام اسلام ہے...... اسلامی قانون کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اصول اور اساسی احکام میں غایت درجہ کا اعتدال اور توازن پایا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ اخلاق کا ایک بلند ترین نصب العین پیش نظر رکھتا ہے تو دوسری طرف انسانی فطرت کی کمزوریوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ ایک طرف وہ تمدنی و اجتماعی مصالح کی رعایت ملحوظ رکھتا ہے تو دوسری طرف ایسے امکانات کو بھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیتا جن کا کسی وقت عالم واقعہ میں آنا متوقع ہے۔ غرض یہ ایک ایسا معقول قانون ہے جس کا کوئی قاعدہ اور حکم افراط و تفریط کی جانب مائل نہیں ہے۔ قانون سازی میں جتنے مختلف پہلوؤں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ان سب کا اسلام میں نظری حیثیت ہی سے نہیں، بلکہ عملاً پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور ان کے درمیان ایسا صحیح توازن قائم کیا گیا ہے کہ کہیں کسی ایک طرف نامناسب میلان اور کسی دوسرے پہلو سے غیر منصفانہ اعراض نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تیرہ سو برس سے یہ قانون مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں مختلف تمدنی حالات اور مختلف علمی مراتب اور مزاجی کیفیات رکھنے والی قوموں میں رائج رہا ہے۔ اور کہیں کسی شخص یا اجتماعی تجربے نے اس کے کسی اساسی حکم کو غلط یا قابل ترمیم نہیں پایا۔ یہی نہیں بلکہ انسانی فکر، باوجود سعی بلیغ، اس کی کسی چیز کا ایسا بدل تجویز کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی جو اعتدال اور توازن و تناسب میں اس کے لگ بھگ بھی پہنچتا ہو۔

یہ کیفیت جو اسلامی قانون میں پائی جاتی ہے صرف حکمت و بصیرت الٰہی کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ انسان اپنی لازمی تقیدات اور اپنی محدودیتوں (Natural Limitations) کے ساتھ کبھی اس پر قادر ہی نہیں ہو سکتا کہ کسی مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرے اور حال و مستقبل پر یکساں نظر رکھ سکے۔''

(ڈاکٹر خالد علوی کی کتاب ''انسان کاملؐ'' سے ایک اقتباس)

الھدیٰ | ## سورۃ البقرہ (۱۰۱) | ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍo اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌo﴾ (آیت 213، 214)

''سب لوگ ایک ہی طریق (دین) پر تھے پھر اللہ نے ان کے پاس نبی بھیجے جو انہیں بشارت دیتے اور عذاب سے ڈراتے تھے' ان کے ساتھ اللہ نے حق کو واضح کرنے والی کتاب نازل فرمائی تا کہ لوگوں میں ان باتوں کا فیصلہ کر دے جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اور واضح دلائل آ جانے کے بعد جن لوگوں نے اختلاف کیا تو (وجہ یہ نہ تھی کہ انہیں حق کا علم نہ تھا بلکہ) ان میں ضد بازی اور انا کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ پھر جو ایمان لے آئے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے ان اختلافی امور میں حق کا راستہ دکھا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ تمہیں ابھی وہ مصائب پیش ہی نہیں آئے جو تم سے پہلے ایمان لانے والوں کو پیش آئے۔ ان پر اس قدر سختیاں اور مصیبتیں آئیں جنہوں نے ان کو ہلا ہلا کر رکھ دیا حتیٰ کہ رسول خود اور اس کے ساتھ ایمان لانے والے سب پکار اٹھے کہ اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ (اللہ نے فرمایا) سن لو! اللہ کی نصرت آیا ہی چاہتی ہے۔''

یہ ایک عظیم آیت ہے' اس میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں میں اختلاف کیسے ہو گئے' حالانکہ شروع میں تو دین ایک ہی تھا۔ نسل انسانی حضرت آدمؑ سے چلی اور وہ اللہ کے نبی تھے۔ گویا سب لوگ ایک ہی امت تھے۔ پھر لوگوں نے تفرقے ڈالے اور فرقہ فرقہ ہوتے گئے۔ چنانچہ اللہ نے نبی بھیجے جنہوں نے لوگوں کے اختلافات میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کر دی اور صراط مستقیم کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ لیکن کچھ لوگ صحیح راستہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی ضدم ضدا کی وجہ سے اسی غلط راستے پر اڑے رہے۔ بہرحال انبیاء نے صحیح راستہ اختیار کرنے والوں کو بشارت دی اور غلط راہ پر چلنے والوں کو انجام بد سے خبردار کیا۔ مگر اس کے باوجود اکثر لوگ غلط راستے پر اڑے رہے۔ یہاں پورا فلسفہ تاریخ بیان کیا جا رہا ہے۔ غلط راستے پر اڑ جانے کی وجہ Urge to Dominate ہے۔ یعنی دوسروں پر فوقیت رکھنے کا جذبہ۔ ماہر نفسیات ایڈلر کے نزدیک دوسرے شخص کی صحیح بات ماننے کے راستے میں رکاوٹ یہی جذبہ ہے' جیسا کہ فرائڈ کے نزدیک انسان کے اندر سب سے طاقتور محرک شہوانی جذبہ ہے اور مارکس کے نزدیک انسان کی معاشی ضرورت سب سے بڑا محرک ہے۔ ایڈلر کے مطابق ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے دوسروں پر فوقیت ہو' اس کی شخصیت کا سکہ مانا جائے چنانچہ وہ ضدم ضدا میں دوسرے کی صحیح بات بھی نہیں مانتا بلکہ اختلاف کرتا ہے' وہ جھوٹی انا کی وجہ سے غلط راستہ پر پڑا رہتا ہے اور اس طرح وہ اپنی انا کی تسکین کرتا ہے کہ میں نے دوسرے کی بات نہ تسلیم کر کے اپنی برتری قائم کر لی ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دے دی جو نبیوں کی تعلیمات پر ایمان لے آئے اور اپنے اختلافات اسی ہدایت کی روشنی میں دور کر لئے اور اللہ تعالیٰ تو جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اگلی آیت بڑی سخت ہے۔ اے مسلمانو! کیا تم نے سمجھ لیا تھا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے ٹھنڈے ٹھنڈے۔ تمہیں کوئی تکلیف نہیں آئے گی اور کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا' کسی آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا۔ مگر جان لو کہ ابھی تو تم پر وہ مصیبتیں آئی ہی نہیں جو ان پر آئی تھیں جو تم سے پہلے نبیوں کے ماننے والے تھے۔ ان پر بڑی بڑی سختیاں آئیں۔ وہ کیسی کیسی آزمائشوں میں ڈالے گئے۔ وہ جھنجھوڑے گئے اور قتل کئے گئے یہاں تک کہ وقت کے رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے' پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ پھر اس وقت انہیں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ اب اللہ کی مدد قریب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پہلے خوب ٹھوک بجا کر دیکھ لیتا ہے کہ کون کتنے پانی میں ہے' اللہ کی رضا کے لئے کتنی تکلیف جھیل سکتا ہے' کہاں تک قربانی دے سکتا ہے۔ چنانچہ جب کوئی قوم یا امت آزمائشوں میں اپنے آپ کو ثابت قدم ثابت کر دے تو پھر اللہ کی طرف سے نصرت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

فرمان نبوی | ## اللہ کی دشمنی کس سے ہے؟ | چوہدری رحمت اللہ بٹر

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِى الْحَرَمِ وَمُبتغٍ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمطلب دَمِ امْرِى بِغَيْرِ حَقٍّ ليحريق دَمُه)) (اخرجہ بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ راوی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب میں سے بغض اور دشمنی تین قسم کے انسانوں سے ہے۔ ایک وہ جو (اسلام لانے کے بعد) حرم میں الحاد کی روش کرے' دوسرے جو اسلام میں جہالت کے طور طریقوں کی پیروی کرے۔ تیسرے جو کسی انسان کا خون بہانا چاہے جس کا اس کو حق نہ ہو۔

آج حرم پر جن لوگوں کا اقتدار ہے وہ اللہ کی دوستی کے بجائے امریکہ سے دوستی اختیار کئے ہوئے ہیں اور باوجود قرآن مجید کے واضح حکم کے کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ نما عرب سے نکال دو' ان کی حفاظت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس سے بڑا اور الحاد کیا ہوگا۔ دوسرے درجہ میں تو آج تمام اسلامی ممالک نے کسی نہ کسی جاہلی عصبیت کو فوقیت دے کر اپنی اپنی علیحدہ مملکت قائم کر لی۔ کوئی عرب نیشنلزم کو' کوئی ترک قوم کو' کوئی پاکستانیت کو اولیت دے رہا ہے اور اسلام کی بنیاد پر باہم اخوت اور اتحاد اختیار کرنے کو تیار نہیں ہے۔ تیسری صورت تو اس وقت پاکستان پر پوری طرح صادر آتی ہے کہ باوجود جاننے کے کہ افغانستان میں اسلامی حکومت تھی' ان کے خون بہانے میں امریکہ کی مدد کی گئی جو ناحق ہے۔ اس کے باوصف ہم پر اللہ کا خوف طاری نہیں ہو رہا بلکہ اللہ اور اس کے دین کے خلاف روش اختیار کر کے فخر کیا جا رہا ہے اور اپنی بھلائی کی توقع کی جا رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارا شرمناک کردار!

22 مئی کو بعض قومی اخبارات میں افغانستان میں طالبان حکومت کو گرانے میں پاکستان کے کردار کے حوالے سے امریکن سنٹرل کمانڈ (پنٹاگون) کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

امریکی رپورٹ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ''گیارہ ستمبر 2001ء'' کو نیویارک کے ٹریڈ سنٹر کے انہدام کے بعد پاکستان نے امریکا کو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں غیر مبہم حمایت کا یقین دلایا۔ پاکستان نے نہ صرف زبانی اور اخلاقی طور پر حمایت کی' بلکہ لاجسٹک سپورٹ دینے کا اعلان کرتے ہوئے اپنے ہوائی' بحری' اور فوجی اڈے بھی دیئے۔ پاکستان نے ''آپریشن فریڈم'' کے لئے اکتوبر 2002ء تک جو تعاون فراہم کیا' ان میں ہوائی اڈوں اور ایئر پورٹوں کی فراہمی نمایاں ہے۔ پاکستان نے پانچ ہوائی اڈے اور ایئر پورٹ امریکا کو فراہم کئے۔ اس کے علاوہ امریکی طیاروں کو ہنگامی حالت میں کسی بھی ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے کی سہولت دی گئی۔ امریکی طیاروں کو اوسطاً چار لاکھ لیٹر تیل بھی فراہم کیا۔ پاکستان کی سرزمین سے کل 57 ہزار' 800 پروازیں اور ہوائی حملے کئے گئے۔ پاکستان نے افغانستان تک فضائی راہداری بھی فراہم کی۔ اس طرح پاکستان نے اپنی فضائیہ کے زیر استعمال دو تہائی اڈے امریکی فوج اور فضائیہ کے حوالے کر دیئے۔ اس کے نتیجے میں پاکستان کو اپنی سول اور فوجی پروازوں کا رُخ بھی تبدیل کرنا پڑا۔ کمرشل فلائٹوں کے لئے نئے روٹس اختیار کرنا پڑے''۔

''پاکستان نیوی نے امریکی فوج کے بحری جہازوں کو پسنی کے ساحل پر لنگر انداز ہونے کی سہولت فراہم کی اور فوجی اتارنے میں مدد کی۔ امریکی فوجوں کی یہ ضروریات پوری کرنے کے لئے اسے اپنے پروگراموں اور سہولیات میں بھی ردوبدل کرنا پڑا۔ امریکی میرین کو پسنی میں فوج اتارنے کا سب سے بڑا آپریشن کیا گیا جو کوریا کی جنگ کے آپریشن سے بھی زیادہ بڑا تھا۔ آٹھ ہزار میرین فوجی' 330 گاڑیاں' 1350 ٹن وزنی فوجی ساز وسامان پسنی کے اڈے پر اتارا گیا۔

''گرفتار کئے گئے غیر ملکی مطلوبہ افراد میں ''القاعدہ'' کے ابوزبیدہ اور رمزی بن الشیبہ انتہائی اہم تھے۔ انہیں پاکستانی ایجنسیوں نے گرفتار کر کے امریکا کو دیا۔ پاکستان میں گیارہ ستمبر کے بعد کل 99 چھاپے مارے گئے۔ 420 غیر ملکی افراد کو گرفتار کیا گیا۔ 332 افراد کو پاکستان نے امریکا کے حوالے کیا۔ کراچی میں ایئر پورٹ ایف ایم بی اور بحری سہولیات فراہم کی گئیں۔ تورابورا کے قبائلی علاقوں میں نفوذ کے لئے پاکستان نے سہولتیں فراہم کیں تاکہ بھاگنے والے طالبان اور القاعدہ کے ارکان کو پکڑا جائے۔ تیراہ وادی میں القاعدہ کے 250 ارکان چھپے ہوئے تھے۔ ان کے تعاقب میں فرنٹیئر کانسٹیبلری نے میرانشاہ اور وانا تک کارروائیاں کیں۔ یہی طریقہ کار شمالی اور جنوبی وزیرستان میں بھی اختیار کیا گیا۔ 25 جون 2002ء کو ایک بڑی کارروائی اعظم ورسک وانا کے علاقے میں کی گئی جس میں القاعدہ کے دو ارکان شہید' ایک گرفتار جبکہ پاکستانی سیکورٹی فورس کے تیرہ افراد ہلاک ہوئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جنگ میں کتنا مخلص ہے''۔

''پاکستان کی مغربی سرحد پر فرنٹیئر کانسٹیبلری کے دستے تعینات کئے گئے جہاں کوئی جانے کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ 60 ہزار ریگولر آرمی اور 55 ہزار پیراملٹری فورس متعین کر کے مغربی سرحد کو بند کیا گیا۔ اندرون ملک امریکا کے زیر استعمال ہوائی اڈوں اور تنصیبات کے تحفظ کے لئے موثر انتظامات کئے گئے۔ پاکستان کی جانب سے کئے گئے انتظامات اتنے موثر تھے کہ کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا جس سے انتظامات ناکام ثابت ہوں۔ اس سارے آپریشن کی وجہ سے پاکستان کی معیشت پر سخت منفی اثرات مرتب ہوئے۔ سب سے زیادہ نقصان ہوابازی' سیر وسیاحت' سرمایہ کاری اور جہاز رانی کے شعبوں میں اٹھانا پڑا۔ پاکستانی برآمدات میں بھی کمی ہوئی۔ غیر ملکی سرمایہ کاری میں نمایاں کمی ہوئی۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستانی معیشت کو کم از کم دس ارب ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا''۔

''اس امریکی اعتراف نامے'' کی اشاعت سے پہلے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ دینے والے ہمارے فوجی حکمران پاکستانی قوم کو یقین دلاتے رہے کہ ''قوم کے بہترین مفاد'' میں ہم نے پاکستان کی سرزمین میں' سوائے معمولی لاجسٹک سہولتوں کے' امریکا اور اس کے اتحادیوں کو کسی قسم کی مدد یا سہولت فراہم نہیں کی ہے' جبکہ امریکی رپورٹ صاف صاف اقرار کر رہی ہے کہ پاکستان نے ہر سہولت اور مدد فراہم کی ہے۔ یا تو امریکی رپورٹ غلط ہے یا پاکستانی دعوے غلط ہیں۔ اس ضمن میں ہماری حکومت کیا کہتی ہے؟ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلا تاخیر امریکی رپورٹ کے حقائق کی تردید یا توثیق کرے۔ قومی حلقوں کی جانب سے ابھی سے یہ خدشات ظاہر کئے جا رہے ہیں کہ آئندہ ماہ جنرل پرویز مشرف جب امریکی صدر بش سے ''ون ٹو ون'' ملاقات کریں گے تو جانے طالبان' القاعدہ یا کسی اور اسلامی تحریک کو دہشت گرد قرار دے کر' اس کا قلع قمع کرنے کے لئے وہ کیا کیا سہولتیں ہوں گی جن کی فراہمی کا یقین دلایا جائے گا۔ یہ نئے اور تازہ خدشات بلا جواز نہیں ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ پرویز مشرف کی حکومت ہر پہلو سے اپنی کریڈیبلٹی کھو بیٹھی ہے۔ امریکن سنٹرل کمانڈ کی رپورٹ اس امر کا واضح ثبوت فراہم کرتی ہے کہ حکومت اس لائق نہیں کہ اس کے موقف اور دعووں پر اعتماد کیا جا سکے۔ ملک و قوم کو اعتماد میں لئے بغیر صدر مشرف جو قدم بھی اٹھائیں گے وہ ملک و قوم کے مفادات سے یکسر متصادم ہو گا۔ اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف امریکہ کے ساتھ غیر مشروط تعاون کے معاملے میں ہم پہلے ہی تمام حدود پھلانگ چکے ہیں۔ طالبان اور افغانستان کے معاملے میں ہمیں اپنے شرمناک کردار پر شرمساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گناہوں کے کفارے کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ورنہ ع ''حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں!''

(ادارہ تحریر)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور	مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور	بانی: اقتدار احمد مرحوم
ایل آر ایل نمبر: 50 جلد: 12 شمارہ 19	پبلشر: اسعد احمد مختار طابع: رشید احمد چوہدری	مدیر: حافظ عاکف سعید
سالانہ زر تعاون: 250 روپے' قیمت: 5 روپے	مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون 5869501-03	نائب مدیر: فرقان دانش خان

نوٹ: ندائے خلافت میں شائع شدہ سیاسی تجزیوں اور تبصروں سے ادارے کا کامل اتفاق ضروری نہیں!

ایڈیٹر کی ڈاک

● **لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد ایوب خان' صدر ادارۂ اشاعت قرآن' لاہور کینٹ:**

''عراق نمبر جیسا عالمانہ نمبر نکالنے پر آپ کو مبارک باد۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ عراق پر اتنا عالمانہ' محققانہ اور محنت طلب کام کس نے کیا ہے۔ وہ صاحب تو خاص تعریف کے مستحق ہیں''۔

[''عراق نمبر'' ہمارے ملک کے مایہ ناز ادیب و مدیر سید قاسم محمود نے ایڈٹ کیا ہے۔ اس سے پہلے وہ ''ندائے خلافت'' کے دو خصوصی نمبر یعنی فلسطین نمبر اور اقبال نمبر ایڈٹ کر چکے ہیں۔ آج کل ''ندائے خلافت'' کے لئے ''نظریہ پاکستان نمبر'' تیار کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ 14/اگست کو آپ کی نذر کریں گے۔ سید صاحب کا ''اسلامی انسائیکلوپیڈیا'' اور ''انسائیکلوپیڈیا آف پاکستانیکا'' تحقیق و کاوش کے لحاظ سے قومی پذیرائی حاصل کر چکا ہے۔ ''سیرتؐ انسائیکلوپیڈیا'' طباعت کے مراحل میں ہے۔]

● **محترمہ پروین ملک' 975۔ڈی' سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی:**

''میں علامہ اقبال اور ان کی تجدیدی خدمات پر ایم فل کا مقالہ تیار کر رہی ہوں۔ مجھے ''ندائے خلافت'' میں چھپنے والے قسط وار سلسلے ''تجدید و احیاء کی تاریخ'' نے بہت مدد دی ہے جو سید قاسم محمود صاحب لکھ رہے ہیں۔ جتنی معلومات مجھے یہاں یکجا مل جاتی ہیں' کسی اور جگہ سے نہیں ملتیں۔ میں اس سلسلے کی تمام قسطوں کے تراشے لیتی ہوں' لیکن اس سلسلے کا مضمون کبھی کسی صفحے پر ہوتا ہے' کبھی کسی صفحے پر' اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ''تاریخ احیائے اسلام'' رسالے کے بالکل سنٹر میں' جہاں پن لگی ہوتی ہے' وہاں شامل ہونا چاہئے تاکہ اسے کسی اور صفحے کو ضائع کئے بغیر آسانی سے الگ کیا جا سکے''۔

[آپ کی تجویز معقول ہے۔]

● **جناب مسعود احمد برکاتی' مدیر "ہمدرد نونہال" ہمدرد فاؤنڈیشن' ناظم آباد کراچی:**

''تازہ شمارہ (نمبر 16) میں ''ہمدرد سائنس انسائیکلوپیڈیا'' پر آپ کا تبصرہ پڑھا۔ جی خوش ہو گیا۔ بہت عمدہ اور فاضلانہ تبصرہ ہے' اور خاص بات یہ ہے کہ اس کا انداز نگارش ہمارے مروجہ تبصرۂ کتب سے بالکل الگ اور منفرد ہے..... ایک مشورہ بھی ہے' اگر قبول ہو تو ''ندائے خلافت'' میں سب کچھ ہے' مسائل ہیں اور ان کے حل ہیں' حالات حاضرہ پر تبصرہ آرائی ہے۔ گوشہ خواتین ہے' لیکن آپ کے ہاں مسلمان بچے کہیں نظر نہ آئے۔ اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچے کی تعلیم و تربیت صحیح ہوگی' تبھی تو وہ مسلمان ہوگا' یہ بعد کی بات ہے کہ سچا مسلمان ہو کر وہ کیا بنے گا' تاجر یا ادیب یا انجینئر یا ڈاکٹر۔ اس کا دارومدار اُس کی فطری صلاحیت اور مزاج پر ہے۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ آپ نے جس طرح حال ہی میں خصوصی اشاعتوں کا بیڑا اٹھایا ہے' ایک خاص شمارہ ''مسلمان بچہ نمبر'' کے نام سے بھی وقف کر دیجئے''۔

[''سرزنش کو چھوتی ہوئی آپ کی تجویز سر آنکھوں پر۔ ''ندائے خلافت'' رفتہ رفتہ اپنے صفحات کے دامن میں نو بنو خیالات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے گا۔ مسلمان بچوں کا صفحہ مختص کرنے کی تجویز بہت اچھی اور قابل عمل ہے' لیکن بچوں کے لئے لکھنا تو بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ اس کے لئے برکاتی صاحب ہی کو ہمت کرنی پڑے گی۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ قلم کو صیقل کر لیں۔ جلد ان کو اطلاع دی جائے گی کہ مسلمان بچوں کا صفحہ شروع کیا جا رہا ہے۔]

● **میاں کوکب جاوید' دفتر میپل لیف سیمنٹ' لاہور**

''پچھلے کسی شمارے میں محترمہ رعنا ہاشم خان کا ایک مضمون چھپا تھا۔ اس وقت وہ شمارہ میرے سامنے ہے نہ مضمون۔ دفتر میں بیٹھا یہ خط لکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اسلام میں میڈیا کے کردار پر ہلکے سے اشارے کئے تھے۔ آج کل کے دور میں جب کمپیوٹر' طباعتی مشینری' جنگی اسلحے اور مشینری سے زیادہ میڈیا پر ہو گیا ہے' اس لئے ابلاغ و اظہار کے جتنے بھی ذرائع ہیں' ان پر اسلامی نقطہ نظر سے ریسرچ کر کے' بالکل جدید انداز میں اُن کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ اخبارات' جرائد' ریڈیو' ٹی وی' سی ڈی' انٹرنیٹ وغیرہ' یہ سب ذرائع تقاضا کرتے ہیں کہ ان کو خالص اسلامی رنگ میں' مگر عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے' اجتہادی سپرٹ سے پیش کیا جائے۔

[ہمارا زورتو صرف ''ندائے خلافت'' پر چلتا ہے' اور آپ کی تجویز پر یہ جریدہ عمل کرتا رہے گا۔]

● **سید رضوان علی' آر بلاک' ماڈل ٹاؤن' لاہور**

''معاف کیجئے' تازہ شمارے (نمبر 18) میں ظفر محمود صاحب کا مضمون پسند نہیں آیا۔ یہ بے وقت کی راگنی ہے۔ جب عراق کی جنگ ہو رہی تھی' اس وقت آپ یہ مضمون چھاپتے تو شاید اس مضمون کے تیور برداشت ہو جاتے' بلکہ شاید پسند کئے جاتے' لیکن اب جبکہ سارا کھیل ختم ہو چکا اور بش اور صدام حسین دونوں کی چالیں اور مفادات کھل کر ہمارے سامنے آ گئے ہیں' اس مضمون کے بعض جملے تکلیف دہ ثابت ہوئے''۔

[ضروری نہیں کہ ہر مضمون اور اس کا ہر جملہ آپ کے خیالات و نظریات کے عین مطابق ہو۔ مخالفانہ رائے کو بھی برداشت کرنے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ بعض اوقات اختلاف رائے سے اپنی ذاتی رائے کو مزید پختہ اور مستحکم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کسی مضمون سے آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچے تو یوں سمجھنا چاہئے کہ جذبات اور علم پختہ نہیں ہیں۔ ایڈیٹر نے یہ مضمون خدانخواستہ آپ کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے شامل اشاعت نہیں کیا تھا' بلکہ اس میں اور بھی بہت سی لائق توجہ باتیں تھیں جن کی طرف مضمون نگار نے توجہ دلائی۔ اس کی داد بھی دینی چاہئے۔ مضامین اور مضمون نگاروں پر تنقید ہونی چاہئے مگر بہ نظرِ تحسین]

یہ صفحہ قارئین محترم کے خطوط سے مرتب کیا جاتا ہے' اس لئے آپ کو دعوت عام ہے کہ ''ندائے خلافت'' کے مضامین کے علاوہ ملکی حالات' ملی مسائل اور دیگر قابل ذکر امور پر اپنے خیالات سے' انتہائی اختصار کے ساتھ' ہمیں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے بھائی بہنوں کو مطلع فرمائیے!

سورۂ بنی اسرائیل کے مضامین کا اجمالی جائزہ

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 23 مئی 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

آج کے خطاب جمعہ سے ہم بالترتیب سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف کا مطالعہ شروع کر رہے ہیں۔ یہ سورتیں قرآن حکیم کے بالکل وسط میں ہیں۔ اس اعتبار سے ان سورتوں کی مثال قرآن میں ایسے ہے جیسے ایک خوبصورت موتیوں کا ہار ہو اور وسط میں دو انتہائی تابناک نگینے جڑے ہوئے ہوں۔ قرآن مجید کا یہ وسط ایک اعتبار سے Climax بھی ہے۔ قرآن مجید محض فقہی احکام یا تاریخی قصوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ ایک نہایت جامع کتاب ہے' جس میں حکمت 'معرفت رب' کائنات کے اصل حقائق' فلسفہ حیات' روح کی حقیقت' اللہ کا تکوینی نظام وغیرہ جیسے موضوعات پر گفتگو اور ان سے متعلقہ سوالات کا جواب موجود ہے۔ یہ معاملات ان سورتوں میں ذرا تفصیل سے زیر بحث آئے ہیں۔ پھر یہ کہ دجالی فتنہ کیا ہے؟ یہ سورۃ الکہف کا خصوصی موضوع ہے۔ دجالی فتنہ کے پیچھے بھی ایک فلسفہ ہے یعنی مادہ پرستی کا فلسفہ کہ اصل چیز مادہ ہے۔ اس فکر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ خدا اور روح وغیرہ سب خیالی چیزیں ہیں۔ آخرت کسی نے نہیں دیکھی لہٰذا یہ دنیا کی زندگی جو ہم گزار رہے ہیں اسے بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ اس دجالیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دنیا جو آخرت کے مقابلے میں عارضی اور غیر حقیقی تھی' اس کی طرف ساری توجہ کر لی گئی اور اللہ' وحی اور آخرت سے نظر پھیر لی گئی۔ اس دوڑ میں اخلاقی و معاشرتی اقدار بھی مادہ پرستانہ معیار میں پرکھی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ رشتہ داریاں اور تعلقات بھی مادہ پرستانہ نقطۂ نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ تعلقات اور میل ملاپ کا دائرہ انہی افراد تک محدود رہتا ہے جن سے کچھ مفاد وابستہ ہوں۔ رشتہ داروں اور عزیزوں میں سے جن کی معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں ان کے ساتھ یکسر قطع تعلق کر لیا جاتا ہے۔ یہ فلسفہ پورے طور پر سورۃ الکہف میں کھلا ہے' جبکہ سورۂ بنی اسرائیل میں روح کے بارے میں سوال اور اس کی وضاحت آئی ہے۔

قرآن میں اکثر سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرۃ اور سورۂ آل عمران کو حضور ﷺ نے ایک مشترک لفظ "الزھراوین" (دو تابناک سورتیں) کے ذیل میں اکٹھا کیا ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں کو "معوذتین" کہا جاتا ہے۔ جوڑے سے مراد یہ ہے کہ کسی مضمون کا ایک رخ ایک سورۃ میں بیان ہوتا ہے اور اسی مضمون کا دوسرا رخ اس کی جڑواں دوسری سورۃ میں وضاحت سے سامنے آتا ہے۔ گویا اس طریقے سے دونوں سورتیں مل کر ایک مضمون کی تکمیل کرتی ہیں۔ قرآن حکیم کے وسط میں یہ دو سورتیں سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف بھی ایک دوسرے کا جوڑا ہیں۔ ان دونوں میں بہت زیادہ ظاہری اور معنوی مشابہت بھی حیران کن حد تک موجود ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل کا آغاز ہوا سُبْحَانَ الَّذِیْ سے اور سورۃ الکہف کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ہوتا ہے۔ تسبیح و تحمید یہ معرفت خداوندی کے دو گوشے ہیں' ان دونوں کے ملنے سے معرفت کی تکمیل ہوتی ہے۔ حدیث نبویؐ ہے کہ "معرفت کی میزان کا نصف تسبیح ہے اور بقیہ میزان کو "الحمدللہ" بھر دیتا ہے"۔ سورۃ بنی اسرائیل کی 111 آیات' 12 رکوع ہیں۔ سورۃ الکہف کی 110 آیات اور بارہ رکوع ہیں۔ یعنی حجم میں بھی بالکل برابر۔

دونوں سورتوں کے آغاز ہی میں نبی اکرم کا ذکر نسبت عبدیت کو نمایاں کرتے ہوئے لایا گیا۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

"پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک"۔

اور سورۃ الکہف کا آغاز ان الفاظ مبارکہ سے ہوا:

"تمام تعریف اور شکر اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی"۔

اختتام پر دونوں سورتوں کی آخری دو دو آیات کلمۂ قل سے شروع ہوتی ہیں۔ دونوں سورتوں کی آخری آیت توحید کے بڑے عظیم خزانے ہیں۔ دونوں سورتوں کے بالکل وسط میں قصہ آدم و ابلیس آیا ہے۔ یہ دونوں سورتیں ہجرت سے متصلاً قبل نازل ہوئی ہیں اور ہجرت سے پہلے چونکہ دعوت دین مدینہ تک پہنچ چکی تھی اور مدینے کے کچھ لوگ ایمان بھی لا چکے تھے۔ مدینہ میں موجود یہودی جو اپنے آخری نبی کے منتظر تھے وہ سمجھتے تھے کہ آخری نبی بھی بنی اسرائیل سے ہوگا۔ اس لئے کہ گزشتہ دو ہزار برس سے مسلسل نبوت اور رسالت بنی اسرائیل میں چلی آ رہی تھی۔ جب انہیں اطلاع ہوئی کہ مکے میں کوئی شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو انہوں نے بغرض امتحان مشرکین کو تین سوال سمجھائے۔

i) روح کیا ہے؟
ii) اصحاب کہف کون تھے؟
iii) ذوالقرنین کون تھا؟

ان تین سوالوں میں سے پہلے کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل اور آخری دو کا ذکر سورۃ الکہف میں ہے۔ یہ دراصل ہجرت کی تمہید تھی ـــــ اس تمہید کے بعد اب ہم سورۂ بنی اسرائیل کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ ابتداء یوں ہوئی ہے:

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو لے گئی راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک' جس کے ماحول کو ہم نے بہت بابرکت بنایا ہے۔ تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی بعض آیات کا مشاہدہ کرائیں۔ یقیناً وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔

بیت اللہ کے گرد جو مسجد ہے اسے مسجد الحرام کہتے ہیں یعنی حرمت والی مسجد۔ یہاں کسی جانور تک کو مارنے کی اجازت نہیں ہے اور مسجد اقصیٰ یعنی "دور کی مسجد"۔ یہ اصل میں ہیکل سلیمانی تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تقریباً تین سو برس بعد تعمیر کیا گیا۔ یہ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء کا مسکن و مرکز تھا۔ اس لئے وہ یہود کے لئے مقدس ترین مقام بن گیا تھا۔

اس آیت میں آنحضور ﷺ کے سفر معراج کی طرف اشارہ ہے۔ معراج کے واقعہ کو بیس صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایک سے زائد بار معراج کا تجربہ کرایا گیا۔ انبیاء و رسل کو اس قسم کے تجربات کرائے جاتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کا مقام چونکہ امتیازی تھا اس لئے تجربہ بھی امتیازی کرایا گیا۔ معراج کے بارے میں دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ سفر روح اور بدن دونوں کے ساتھ تھا اور ایک شاذ رائے یہ ہے کہ یہ تجربہ خواب میں کرایا گیا اور یہ دونوں آراء صحابہؓ کے دور سے چلی آ رہی ہیں۔ مفسرین نے اس کی وضاحت یہ کی کہ یہ تجربات بار بار کرائے گئے۔ ممکن ہے کچھ تجربات خواب میں ہوئے ہوں لیکن یہ واقعہ جس کا ذکر یہاں ہے یہ جسم اور روح دونوں کے ساتھ تھا۔

اس سفر کا پہلا حصہ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کا

ہے۔ یہ اصل میں اس بات کا اظہار تھا کہ آنحضورﷺ کو قبلہ اول (بیت اللہ) اور قبلہ دوم (بیت المقدس) دونوں کی تولیت سونپ دی گئی ہے۔ اس کا اظہار حضرت عمرؓ کے دور میں ہوا جب یروشلم فتح ہوا اور بیت المقدس بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اس واقعے کی تفصیل یوں ہے کہ حضور اکرمﷺ جب براق کے ذریعے مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں تمام انبیاء و رسل جمع تھے جنہوں نے حضورﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ یہ بھی آپؐ کے سید المرسلین ہونے کی ایک علامت ہے۔ یہ اس سفر کا زمینی حصہ ہے اور اسے عام طور پر ''اسرا'' کہا جاتا ہے۔ اس سفر کے دوسرے یعنی آسمانی حصہ کو معراج کہتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ وہاں سے ایک زینہ لگایا گیا جس پر چڑھ کر آپؐ آسمانوں میں گئے ہیں۔ اس کا ذکر سورۃ النجم میں آیا ہے کہ آنحضورﷺ نے اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کیا' یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے ہیں۔ آگے فرمایا:

> ''اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی۔ اسے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت نامہ بنایا تھا کہ دیکھو میرے سوا کسی کو کارساز نہ بنانا''۔

تورات اللہ کی کتاب تھی' اور یہ بنی اسرائیل کے لئے ہدایت نامہ بن کر آئی تھی۔ دین کا مرکزی نکتہ توحید ہے۔ اس لئے فرمایا کہ کارساز حقیقی صرف وہی ہے لہٰذا کسی پر توکل اور بھروسہ نہ کرنا چاہئے' سوائے اللہ کی ذات کے۔ یہ ہے تمام آسمانی کتابوں کی ہدایت کا لب لباب ہے۔ اس لئے کہ جب بگاڑ آتا ہے تو سب سے پہلے توحید ہی پر نقب لگائی جاتی ہے۔ آگے فرمایا:

> ''یہ ان کی اولاد میں سے ہیں جن کو ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا''

حضرت نوحؑ پر ایمان لانے والے نہ ہونے کے برابر تھے۔ صرف آپؐ کے تین بیٹوں کا ذکر ملتا ہے جن سے طوفان نوحؑ کے بعد نسل آدم چلی ہے۔ اس لئے حضرت نوحؑ کو آدم ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس نسل میں بنی اسرائیل بھی ہیں۔ اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو حضرت ابراہیمؑ کے پوتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ تھے جن کو انہوں نے مکہ کی وادی میں آباد کیا۔ ان کی اولاد میں حضورﷺ کی بعثت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آیا۔ دوسرے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے' جس وقت ان کی ولادت ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ ۱۰۰ برس کے تھے۔ انہیں آپؐ نے فلسطین میں آباد کیا جبکہ حضرت ابراہیم خود عراق (بابل) کے رہنے والے تھے۔ یوں انہوں نے توحید کے دو مراکز آباد کئے۔ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے تھے حضرت یعقوبؑ اور حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے ہیں جن سے چلنے والی نسل بنی اسرائیل کہلائی ہے۔

بحیثیت امت بنی اسرائیل کی تاریخ کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب حضرت موسیٰؑ کو تورات عطا کی گئی۔ یہ زمانہ ۱۴۰۰ قبل مسیح کا ہے۔ اس کے بعد سے آنحضورﷺ کی بعثت تک تمام انبیاء و رسل بنی اسرائیل میں آئے۔ یہ وہ فضیلت تھی جو اللہ نے ان کو عطا کی۔

دو ہزار سال تک ان کو یہ مقام ملا رہا۔ اپنی بداعمالیوں کے باعث اس دوران بھی اور بعد کے دو ہزار سال تک بھی یہ بری طرح پٹتے رہے ہیں اور اب آخر میں ان کا ایک بہت بڑا رول ہے کہ ان کے ہاتھوں ہم مسلمانوں کی پٹائی ہونا ہے' کیونکہ ہم نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایک اعتبار سے انہوں نے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے۔ لیکن قیامت سے پہلے یہود کو حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کے انکار پر وہ سزا ملے گی جو پچھلی قوموں کو اپنے نبیوں اور رسولوں کو جھٹلانے پر ملتی رہی ہے۔

ان شاء اللہ آئندہ اجتماع جمعہ میں اس سورۃ مبارکہ کی اگلی آیات کا مطالعہ جاری رہے گا۔

حالات حاضرہ:

سرحد کابینہ کی طرف سے شریعت اور حسبہ ایکٹ کی منظوری لائق تحسین ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعے ظلم، ناانصافی اور منکرات کے خلاف جو اقدامات اٹھائے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے وہ اپنی جگہ بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ اگرچہ یہ کام جزوی نوعیت کے حامل ہیں جن سے نظام میں کوئی نمایاں تبدیلی کی توقع نہیں کی جا سکتی لیکن صوبائی اختیارات کے اندر رہتے ہوئے اس سے زیادہ بڑا اقدام شاید ان کے لئے ممکن بھی نہیں تھا۔ درحقیقت مرکز کی سطح پر نظام میں تبدیلی لائے بغیر کوئی پائیدار اور ٹھوس کام نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ متحدہ مجلس عمل جسے مرکز میں بھی ارکان کی اچھی خاصی تعداد حاصل ہے' قومی اسمبلی میں شریعت بل پیش کرے اور نفاذ شریعت کے ایشو کو مرکز توجہ بنائے کیونکہ پاکستان کے عوام نے انہیں اصلاً نفاذ اسلام کے لئے ووٹ دیئے ہیں۔

بہرحال سرحد کابینہ نے انتخابات کے انعقاد کے بعد شریعت ایکٹ کی صورت میں واقعتاً ایک ٹھوس کام کیا ہے جبکہ قومی اسمبلی نے ایل ایف او کے گرد چکر لگانے کے سوا اب تک کوئی کام نہیں کیا۔ اگرچہ ایل ایف او پر اپوزیشن کا موقف درست ہے اور ایم ایم اے کو اس مسئلے پر ان کی اخلاقی تائید ضرور کرنی چاہئے لیکن ایم ایم اے کو اپنی توجہ نفاذ شریعت پر مرتکز کرنی چاہئے۔ امید ہے کہ اپوزیشن اور حکومت کے اسلام پسند ارکان بھی ان کی حمایت کریں گے اور انہیں اسمبلی میں زیادہ مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

KHALID TRADERS
IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE
NATIONAL DISTRIBUTORS NTN BEARINGS

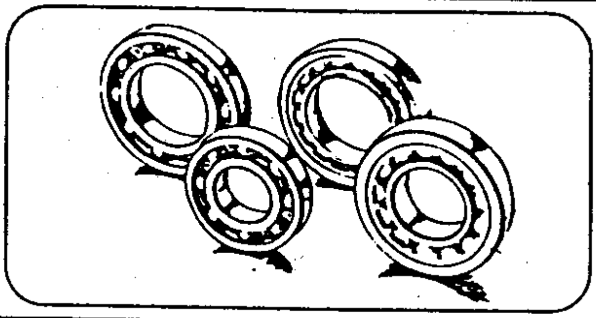

PLEASE CONTACT
Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box # 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com
FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan) Tel : 7723358-7721172
LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) 763-9918
GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607
WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

افغانستان کی نئی صورتحال

افغانستان میں صورت حال ایک بار پھر انگڑائی لے رہی ہے افغانیوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ استعماری قوتوں سے اس لئے برسر پیکار رہتے ہیں کہ وہ غیروں کو حکمرانوں کی صورت میں کبھی قبول نہیں کرتے لیکن جنگ و جدل کیونکہ ان کی سرشت میں شامل ہے لہٰذا باہمی قتل وغارت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ دوسری طرف سامراجی قوتیں علاقے میں اقتصادی فوائد حاصل کرنے کے لئے اور دفاعی لحاظ سے انتہائی حساس پوزیشن کا حامل ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کو اس علاقے سے باہر دھکیلتی رہتی ہیں۔ گزشتہ ربع صدی میں ایک بار سرخ سامراج افغانستان پر حملہ آور ہوا مجاہدین افغانستان نے اس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ سفید امریکی سامراج نے اس وقت کو اپنے دشمن پر کاری ضرب لگانے کا سنہری موقع جانا اور دل کھول کر افغانستان کے مجاہدین کی مدد کی بلکہ دوسرے اسلامی ممالک سے جہادیوں کو کھینچ کھینچ کر افغانستان لایا تا کہ روس کو افغانستان سے نکالا جا سکے۔ آج صورت حال بالکل برعکس ہے۔ جہادِ افغانستان کے نتیجہ میں بالآخر طالبان کی جو اسلامی حکومت قائم ہوئی تھی اس پر امریکہ حملہ آور ہوا۔ طالبان کا صفایا کر دیا یا انہیں فرار ہونے پر مجبور کر دیا اور کرزئی حکومت کی صورت میں ایک کٹھ پتلی حکومت قائم کر دی گئی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ خود افغانستان پر قابض ہو گیا۔ لیکن افغانی اپنی پرانی روایات کے مطابق غیر ملکیوں کے خلاف جدوجہد شروع کر چکے ہیں اور امریکیوں کو گوریلا جنگ کا سامنا ہے۔ افغانستان کے مجاہدین نے مارو اور بھاگ جاؤ کی حکمت عملی پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے جس سے امریکی جھنجلا گئے ہیں۔

تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ طالبان اور روس میں روابط قائم ہو گئے ہیں اور کے جی بی نے طالبان کو اپنی جدوجہد تیز کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ایران اور حکمت یار نے طالبان کا روس سے رابطہ کرانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ روس نے رابطہ قائم کرانے اور مدد فراہم کرنے کے لئے یہ شرط عائد کی تھی کہ طالبان نئی قیادت سامنے لائیں۔ اطلاعات یہ ہیں کہ ملا عمر نے یہ شرط قبول کر لی ہے اور ملا اختر عثمانی کو طالبان کی قیادت سونپ دی ہے اور ملا عبدالرزاق اور ملا داد اللہ کو ان کے نائبین کا درجہ دیا ہے۔ ملا اختر عثمانی کا تعلق بھی قندھار سے ہے۔ اگرچہ یہ جدوجہد اور صف بندی بھی بالکل ابتدائی مراحل میں ہے۔ بہر حال کل کے دشمن آج کے دوست اور کل کے دوست آج کے دشمن بن چکے ہیں۔ راقم کی رائے میں افغانستان میں روس اور طالبان کا رابطہ اس تیز رفتاری اور کھلم کھلا انداز میں امریکہ کے خلاف آگے نہیں بڑھ سکے گا جس انداز میں امریکہ اور مجاہدین کا اتحاد قابض روس کے خلاف ہوا تھا۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ امریکہ نے جب روس کو افغانستان سے نکالنے کا کام شروع کیا تھا اسے افغانستان کے ہمسائے پاکستان سے مکمل معاونت حاصل تھی۔ خصوصاً افرادی قوت اور انٹیلی جنس کی فراہمی سے افغانستان میں امریکہ درحقیقت روس کے خلاف پراکسی وار لڑ رہا۔ اقتصادی اور معاشی لحاظ سے بھی چونکہ امریکہ روس سے بہت بہتر پوزیشن میں تھا لہٰذا روس کے خلاف لڑنے

مرزا ایوب بیگ

والوں پر ڈالر نچھاور کئے جاتے اور اسلحہ کی فراہمی بڑی آسان تھی۔ امریکہ افغانستان میں روس کو جارح قرار دیتا تھا اور مجاہدین کو علی الاعلان امداد دیتا تھا۔ آج روس اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ کھلم کھلا افغانستان میں امریکہ کے خلاف طالبان کی مدد کرے۔ اس کی اقتصادی صورت حال اگرچہ چند سال پہلے سے بہت بہتر ہے لیکن پھر بھی امریکہ کے زیر سرپرستی چلنے والے عالمی مالی اداروں سے مالی امداد حاصل کرنے پر مجبور ہے۔ اس سب کچھ کے باوجود روس امریکہ کو افغانستان میں الجھائے گا تا کہ اپنی ذلت آمیز شکست کا بدلہ لے سکے اور معاشی لحاظ سے بھی امریکہ کو زک پہنچا سکے۔ امریکی روسیوں کی نسبت زیادہ عیار ہیں وہ صورت حال کو بھانپ چکے ہیں۔ علاوہ ازیں شمالی اتحاد والوں کی بداعمالیوں اور بدعہدیوں سے سخت نالاں ہیں لہٰذا کرزئی کو کہا جا رہا ہے کہ وہ طالبان سے مذاکرات کی کوئی صورت نکالے۔

دوسری طرف امریکہ نے افغانستان میں جنگ ختم ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اس سے اس سوچ کو تقویت ملتی ہے کہ وہ افغانستان کے کمبل سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ویسے بھی عراق میں تیل کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے بعد امریکہ کی تیل کی ضروریات طویل عرصہ کے لئے پوری ہو جائیں گی۔ اگر وہ افغانستان سے واپسی کا راستہ بنا بھی لیتا ہے تو وہ اسے اپنی طے شدہ پالیسی قرار دے کر فیس سیونگ کر سکتا ہے۔

یہ اطلاعات بھی گردش کر رہی ہیں کہ پاکستان بھی اپنے سابقہ دوستوں یعنی طالبان سے روابط قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بعض افغان ذرائع نے یہ کہہ کر اس کی تردید کی ہے کہ اگرچہ امریکہ کے خلاف دنیا کے کسی ملک نے بھی افغانستان کی مدد نہیں کی تھی لیکن ہمسایہ اسلامی ملک پاکستان نے امریکیوں کو افغانستان پر مسلط ہونے کے لئے جس طرح مدد دی تھی اور دے رہا تھا وہ انتہائی افسوسناک ہے لہٰذا اب طالبان کے لئے پاکستان کی کسی نوعیت کی مدد کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے باوجود باخبر ذرائع آئی ایس آئی اور طالبان کے از سرنو روابط استوار کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ کا ایسے موقع پر یہ راز فاش کرنا کہ افغانستان کی جنگ کے دوران پاکستان نے امریکہ کی کس قدر مدد کی تھی درحقیقت پاکستان طالبان روابط کو ناکام بنانے کی ایک کوشش ہے۔ بہر حال یہ افغانیوں کی بدقسمتی ہے کہ امن ان کی زندگیوں سے خارج ہو گیا ہے۔ یا یہ کہ اللہ رب العزت ان سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے جس کی یہ تیاری ہو رہی ہے۔

طالبان کی کارروائیوں میں اضافہ ہوا تو یہ خدشہ موجود ہے کہ اسے امریکہ ایران کے خلاف کارروائی کا عذر بنا لے۔ کیونکہ امریکہ اولین حیثیت مشرق وسطیٰ کو دیتا ہے اور مشرق وسطیٰ میں اپنے مفادات کے مکمل تحفظ کے لئے امریکہ کسی کارروائی سے اور کوئی خطرہ مول لینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ عراقی تیل کو امریکی استعمال کے لئے دنیا کے کسی بھی حصہ میں پہنچانے کے لئے ایران سے آسان اور مختصر راستہ کوئی نہیں۔ علاوہ ازیں عراقی قوت کو تباہ و برباد کرنے کے بعد مشرق وسطیٰ سے منسلک ایران ایک ایسی بڑی فوجی قوت ہے جو کسی حد تک اسرائیل کے لئے خطرہ ہو سکتی ہے۔ روس اور ایران کی بڑھتی ہوئی دوستی کو بھی امریکہ ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھ رہا ہے۔

پاکستان میں حکومت اور متحدہ مجلس عمل کی کشیدگی اگر اس مقام پر پہنچ گئی کہ مرکز نے سرحد حکومت کو برطرف کر دیا تو اس کا علاقے میں شدید ردعمل ہو گا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام علاقہ جسے ماضی بعید میں خراسان کہا جاتا تھا اور جو پاکستان، افغانستان اور ایران کے بعض حصوں پر مشتمل تھا۔ آنے والے وقت میں کوئی انتہائی اہم رول ادا کرے گا۔ وہ رول کس نوعیت کا ہو گا اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ ابھی اس بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہو گا۔

جہادی تحریک کی ضرورت

سید قاسم محمود

سید احمد دہلی میں شاہ عبدالعزیز کی خدمت میں دو سال تک باطنی فیوض و برکات کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے شہر رائے بریلی تشریف لائے۔ وہاں آپ اچانک پہنچے تھے اور اپنے محلے کی مسجد میں اجنبی مسافروں کی طرح جا کر بیٹھ گئے۔ آپ دو سال پہلے جب گھر سے نکلے تھے اس وقت داڑھی مونچھ بھی نہیں نکلی تھی۔ صرف آثار ہویدا تھے۔ مسیں بھیگ رہی تھیں۔ اب تشریف لائے تو گھنی داڑھی اور مونچھیں تھیں۔ لوگوں نے پہچانا نہیں اور سمجھے شاید کوئی مسافر یا درویش ہے۔ سب سے پہلے میاں عبدالقادر خان نے پہچانا اور گھر میں خبر کی۔ گھر والے آئے اور ایک نئے اور تبدیل شدہ احمد کو جو پہلے کھلنڈرا تھا اور اب انتہائی سنجیدہ اور پُرسکوت تھا' زبردستی ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے۔

کچھ عرصہ بعد گھر والوں نے سید محمد روشن کی صاحبزادی بی بی زہرہ سے اس کی شادی کر دی۔ نسبت تو بہت پہلے سے تھی لیکن لڑکی والوں نے لڑکے کے نئے رنگ ڈھنگ' وضع قطع اور عزائم دیکھے تو نکاح کرنے سے تامل کیا۔ رشتہ داروں نے انہیں سمجھایا' بجھایا کہ لڑکا شریف ہے' نیک ہے' اونچے سادات خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ٹھیک ہے' خلوت پسند زیادہ ہے' کمانے کا شوق بھی نہیں ہے۔ بے روزگار ہے' شادی ہو جائے گی اور بوجھ پڑے گا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بالآخر لڑکی والے رضامند ہو گئے۔ 1224ھ (1810ء) میں آپ کی بڑی صاحبزادی بی بی سارہ پیدا ہوئی۔

دہلی کا دوسرا سفر

دو سال بعد سید احمد دہلی تشریف لے گئے۔ یہ دہلی کا دوسرا سفر تھا۔ ان کے مرشد و رہنما شاہ عبدالعزیز مزید ضعیف ہو گئے تھے۔ البتہ ان کے زمانے میں شاہ ولی اللہ کے دور جیسی طوائف الملوکی ختم ہو گئی تھی۔ اس وقت تک یورپی (انگریز' فرانسیسی' پرتگیزی) اقوام کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔ اب شاہ ولی اللہ کے عہد کی طرح باہر کی ہنگامی مدد بھی نہیں آ سکتی تھی۔ اس کے باوصف شاہ عبدالعزیز کو' جو ہندوستان میں اسلام کے غلبے اور دینی حکومت کے قیام کے لئے کوشاں ہو' سب سے پہلے اس امر کا جائزہ لینا ضروری تھا کہ اس ملک میں کہاں ایسی "آزاد فوجی طاقت" پائی جاتی ہے' جو صحیح رہنمائی کے بعد اس عظیم مقصد کے حصول میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

اس زمانے میں سارے ملک میں پانچ قابلِ ذکر طاقتیں تھیں:

(۱) ایک بیدار مغز اور نوخیز طاقت انگریز' جن کا ستارۂ اقبال ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے روز بروز بلند ہوتا جا رہا تھا۔

(۲) دکن میں نظام۔

(۳) شمالی وسط ہند میں اودھ کی سلطنت' لیکن دکن اور اودھ کی دونوں طاقتیں انگریزوں کی بالادستی بلکہ سرپرستی قبول کر چکی تھیں' اور اب ہندوستان میں اسلامی اقتدار کے لئے ان سے امید رکھنا فضول تھا۔

(۴) مرہٹے جو وسط ہند اور دکن میں اپنی کئی ریاستیں قائم کیے ہوئے تھے' لیکن ان کی آپس میں سخت رقابت اور خانہ جنگی تھی۔ اٹھارہویں صدی کے آخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں ان کے چار سردار دولت راؤ سندھیا' جسونت راؤ ہلکر' باجی راؤ پیشوا' رگھوجی بھونسلہ اقتدارِ اعلیٰ کے لئے کشمکش کر رہے تھے۔

نواب امیر خان کی ملازمت

(۵) ایک پانچویں طاقت تھی جو تازہ تازہ ابھر رہی تھی۔ یہ روہیل کھنڈ کے افغانوں کی طاقت تھی۔ جن کی قیادت سنبھل (ضلع مراد آباد) کا ایک حوصلہ مند افغان زادہ امیر خان کر رہا تھا۔ امیر خان کے ساتھ روہیل کھنڈ اور شمالی ہند کے بہادر اور حوصلہ مند پٹھانوں اور سپاہ پیشہ نوجوانوں کی ایک طاقتور جمعیت رہتی تھی' جس کو مرہٹہ سردار اور راجپوت والیانِ ریاست ہمیشہ اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے تھے اور جس کی شمولیت فتح و شکست کے لئے اکثر فیصلہ کن ثابت ہوا کرتی تھی۔ اس عسکری جمعیت میں ہندوستان کا بہترین فوجی عنصر' مسلم نوجوانوں کا گرم اور تازہ خون' ہندوستان کی فاتح طاقت کا بچا کھچا سرمایہ اور وقت کے بہت سے شاہین و شاہباز تھے۔

امیر خان کا تعلق سالارزئی پٹھانوں کے خاندان سے تھا جو علاقہ بنیر (سوات) میں بود و باش رکھتا تھا۔ امیر خان کے دادا طالع خان مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں سوات سے اٹھ کر ہندوستان آئے اور سنبھل میں سکونت اختیار کی۔ اس کے فرزند محمد حیات خان' امیر خان کے والد ہیں۔ امیر خان کو ابتدا سے سپہ گری کا شوق تھا۔ پڑھنے لکھنے سے (سید احمد کی طرح) مناسبت نہ تھی۔ قسمت آزمائی اور کشور کشائی کے لئے سنبھل سے نکل پڑے۔ راستے میں سپاہی پیشہ اور روزگار کے طالب آدمی شامل ہوتے رہے۔ اس کی جمعیت اور طاقت روز بروز بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ اسّی ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے شامل ہو گئے اور اب وہ باقاعدہ "لشکر" کہلانے لگا۔ امیر خان کی عسکری لیاقت اور فوجی اہمیت کی شہرت اتنی دور دور پہنچی کہ شاہ شجاع نے اسے کابل اور نصیر خان نے اسے بلوچستان طلب کیا۔ ایسی صورت حال میں شاہ عبدالعزیز کی نظر میں یہ پانچویں ابھرتی ہوئی طاقت' امیر خان کی طاقت ہی اس قابل تھی کہ کسی موثر تحریک کو عملی انقلاب کی راہ پر سرگرم کرنے کے لئے اُس سے مدد کی درخواست کی جا سکتی۔ چنانچہ شاہ صاحب نے امیر خان سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا جو خاصا عرصہ جاری رہا۔

اب جو سید احمد رائے بریلی سے دوبارہ ان کی خدمت میں دہلی آئے تو شاہ صاحب نے سید کی طرف ضرور اس نگاہ سے دیکھا ہوگا کہ یہ شخص درویشانہ طبیعت اور صوفیانہ تربیت کے باوجود کسرتی شوق اور جہادی عزم رکھتا ہے۔ اور ضرور یہ خیال آیا ہوگا کہ اسے امیر خان کے لشکر میں شامل ہونا چاہئے۔ شاہ صاحب محض عالم دین نہ تھے' اپنے وقت کے اگر سیاست دان نہ سہی' سیاسی رہنما ضرور تھے۔ وہ یہ خوب جانتے تھے کہ انگریزوں کے برسر اقتدار آنے سے ہندوستان کے سیاسی حالات میں جو پُرآشوب تبدیلیاں ہوئی ہیں' وہ نئی منصوبہ بندی کا تقاضا کرتی ہیں۔ اب کسی بیرونی طاقت کی مداخلت یا برّعظیم کے کسی مسلم حکمران کی کوشش سے کوئی کامیابی حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔ دہلی کا تخت محض ایک قانونی نکتہ بن کر رہ گیا تھا۔ مسلمان یہ جان گئے تھے کہ ان کا سیاسی اقتدار رخصت ہو چکا ہے' مگر وہ قانونی اور آئینی حیثیت کے مطابق ابھی تک الجھے ہوئے تھے۔ شاہ عبدالعزیز نے آئینی الجھنوں کے تارِ عنکبوت کو ہٹانے کے لئے ایک فتویٰ جاری کیا جو ہندوستان کو اس وقت کی سیاسی صورت حال میں اہم موڑ ثابت ہوا۔ فتویٰ یہ تھا کہ ہندوستان اب دارالسلام نہیں رہا' یعنی وہ ملک جہاں دین اسلام کو اقتدارِ اعلیٰ اور سیاسی طاقت حاصل ہو' نہیں رہا۔ اس فتوے میں یہ بھی تھا کہ بادشاہ انتہائی بے بس ہے اور حقیقی طاقت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر بعض علاقے نظم و نسق کے مقصد سے انگریزوں نے دیسی ہاتھوں میں چھوڑ دیئے ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انگریزوں نے اسی کو اپنے سیاسی مفادات اور مصلحتوں کے مطابق خیال کیا۔ وہ مسلمانوں کی مذہبی رسوم اور عبادات کی ادائیگی میں

اس لئے مداخلت نہیں کرتے کہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے' لیکن اگر وہ چاہیں تو ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہندوستان اب ''دارالحرب'' بن گیا ہے' یعنی وہ ملک جہاں اسلام آزاد نہیں ہے۔

اس فتوے کا ایک قانونی پہلو یہ تھا کہ ہندوستان کے سابق مرتبہ' دارالسلام کو بحال کرنے کے لئے ہر قسم کی جدوجہد ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں کو باطل عقائد اور غیر اسلامی اعمال کی اشاعت میں انگریزوں کے ساتھ کسی طرح کا تعاون نہیں کرنا چاہئے اور انگریزوں کو مسلمانوں کی زندگیاں تباہ کرنے یا مسلم اقتدار کو مزید زیروزبر کرنے میں کسی قسم کی مدد دینا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ انگریزوں کی زبان سیکھنا جائز ہے' بشرطیکہ اس کا علم جائز اور مفید مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے۔ اسی طرح مسلمان ان کی ملازمت کر سکتے تھے بشرطیکہ انہیں جائز اور مفید مقاصد کے لئے ملازم رکھا جائے مثلاً جرائم کا سدِ باب' اسلامی قانون کی تشریح اور اس کا اطلاق و نفاذ' افادۂ علم کی عمارتوں کی تعمیر و مرمت' الغرض کوئی بھی کام جو عوام کے مفادات کی تکمیل کرتا ہو۔

جہادی تحریک کی ضرورت

تاہم محض فتووں سے ایسی تحریک پیدا نہیں ہو سکتی تھی جسے شروع کرنا اور منظم کرنا ضروری تھا۔ شاہ عبدالعزیز نے دہلی میں ایک مرکز قائم کیا' جس نے پہلے پہل ان کے بھائیوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر کے گہرے تعاون سے کام کیا۔ رفیع الدین اپنی دانشمندی اور صلابت فکر کے لئے اور عبدالقادر اپنی علمی اور متصوفانہ کمالات کے لئے مشہور تھے۔ خود شاہ عبدالعزیز میں یہ تمام اوصاف جمع تھے۔ شاہ رفیع الدین نے قرآن کا ترجمہ آسان اردو میں کیا چونکہ ان کا ترجمہ لفظی تھا اس لئے شاہ عبدالقادر نے اس کا ایک اور بامحاورہ ترجمہ کیا۔ شاہ عبدالعزیز کے داماد شاہ عبدالحیٔ نے قرآنی الفاظ کی ایک سبک فرہنگ تیار کی جو مبتدیوں کو زیادہ آسانی کے ساتھ قرآن کی تفہیم میں مدد دیتی تھی۔ یہ سب کچھ انہوں نے مل جل کر اپنے والد شاہ ولی اللہ کے اس مشن کی تکمیل کے لئے کیا کہ مسلم معاشرے کے کم تعلیم یافتہ طبقوں میں تعلیمات قرآنی کو مقبول بنایا جائے۔ دوسرا اقدم یہ تھا کہ تمام شہروں اور بڑے قصبوں میں مراکز قائم کیے۔ ہندوستان کے گوشے گوشے میں ان کے مریدوں' شاگردوں اور وابستہ اہل علم کا حلقہ بنتا اور پھیلتا چلا گیا۔ (یہی سب لوگ بعد میں شاہ صاحب کی تحریک اور بعد میں خطوط لکھنے پر سید احمد کے جہاد میں مبلغ اور معاون بنے۔ تحریک کے لئے چندہ انہی لوگوں کے ذریعے جمع ہوا۔ بھرتی ہوئی۔ لشکر بنا اور انہی مرکزوں سے مسلسل امداد پہنچتی رہی۔)

شاہ عبدالعزیز اپنے ہمہ جہتی سیاسی تجزیے میں اس نتیجے پہنچ چکے تھے کہ مسلح جدوجہد کی تنظیم (جہادی تحریک) ضروری تھی' کیونکہ کسی بھی حکومت کو محض آرزومندی یا وسیع پیمانے پر سیاسی بے چینی سے اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک سیاسی بے چینی کو سرگرم مسلح بغاوت کی شکل نہ دی جائے' اس وقت تک یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس مقصد کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری تھا کہ لوگوں کو بہت وسیع پیمانے پر حمایت کے لئے آمادہ کیا جائے اور ایک اچھا ''فوجی قائد'' تلاش کیا جائے۔ قائد نہ صرف اچھا جنگجو' بلکہ بے عیب کردار کا مالک اور ایسا آدمی ہونا چاہئے جو عوام الناس کی عموماً اور ان لوگوں کی خصوصی وفاداری کا مستحق ہو' جو کارزارِ جنگ میں اسکے رفقائے کار بننے والے ہوں۔ اس زمانہ میں جب کہ تصوّف کا رواج زوروں پر تھا یہ انتہائی لازم تھا کہ ایک روحانی اور متصوفانہ عظمت کے شخص کو منتخب کیا جائے' جس میں عسکریت اور روحِ جہاد بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو۔

نواب امیر خان کی ملازمت

یقیناً شاہ عبدالعزیز نے سوچا ہوگا کہ ایسا شخص' ایسا قائد سید احمد ہی ہو سکتا ہے۔ دوسری طرف سید احمد کے اندر بھی اقامت جہاد کی ایک فطری امنگ تھی۔ چنانچہ استاد اور شاگرد دونوں کی نگاہِ انتخاب کا نتیجہ یہ نکلا کہ سید احمد کو دہلی میں قیام کو ابھی چند روز ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے امیر خان کی ملازمت کا فیصلہ کر لیا۔ سید صاحب کے اس شوقِ سفر کا حال ان کے بھانجے مولوی سید محمد نے اپنی کتاب ''مخزنِ احمدی'' میں یوں بیان کیا ہے:

> ''خدا کے توکل اور اس کی حفاظت پر اعتماد کرتے ہوئے اطمینانِ قلب کے ساتھ آپ تن تنہا' شاداں و فرحاں جیسے کوئی باغ کی سیر یا کسی دوست کے گھر جاتا ہے۔ شہر دہلی سے روانہ ہوئے اور ایسی منزلیں اور مرحلے طے کرتے ہوئے کہ ہر مرحلہ رستم و اسفندیار کے ہفت خواں سے کم نہ تھا۔ آپ نے لشکر کو اپنے شرف قدوم سے مشرف فرمایا''۔

ابتدا میں اہل لشکر اُن سے ناواقف تھے۔ صرف اتنا جانتے تھے کہ ایک شریف النفس' مردِ صالح اور پکا نمازی ان کے شریک ہو گیا ہے۔ لیکن جلد ہی ان کی عبادت و ریاضت' پاک نفسی' زہد و توکل کا چرچا ہو گیا اور اس امر کا بھی کہ ان کی دعا میں تاثیر ہے۔ لوگوں نے جب ان کی بزرگی اور مقبولیت کے واقعات بچشم خود دیکھے تو بہت سے لوگ ان پر اعتماد بلکہ عقیدت رکھنے لگے۔ بعض واقعات کو دنیاداری یا ایسی چیزوں پر محمول کرتے جن کا اس زمانے میں عام رواج تھا۔ سید صاحب کا تذکرہ ہوتا تو وہ بے تکلفی سے اس کی حقیقت بیان کر دیتے۔

مثلاً نواب امیر خان کے دوروں کے سبب اکثر لشکر کے سپاہیوں پر کھانے' دانے کی تنگی کی تکلیف ہوتی تھی' مگر سید صاحب اور ان کے قریبی ساتھیوں میں فراغت اور فراخی رہتی تھی۔ چنانچہ بعض نادان لوگ دل میں یہ گمان کرتے تھے کہ نواب پوشیدہ طور پر ان کو کچھ رقم الگ سے بھیجتے ہیں یا ان کو کیمیا آتی ہے یا دست غیب ہے کہ ان کی تنگی نہیں۔ جب کوئی واقف سید صاحب سے اس کا ذکر کرتا تو وہ وضاحت کر دیتے کہ ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں۔ میرا پروردگار محض اپنے فضل و کرم سے روزی پہنچاتا ہے اور جس روز نواب کی طرف سے کچھ عنایت ہوتا ہے سب کو معلوم ہے کہ میں اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہوں۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا بیان کردہ 1998ء کا

دورۂ ترجمہ قرآن

اب 108 آڈیو سی ڈیز میں دستیاب ہے

☆ قیمت انتہائی مناسب

☆ آڈیو سی ڈی پلیئر (ڈیک) پر سنا جا سکتا ہے۔

☆ قیمت فی سیٹ: 3200 روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے دورۂ بنگلہ دیش

(11 تا 17 مئی 2003ء) کی روداد

تحریر : ڈاکٹر عبدالخالق

اس مرتبہ کا دورۂ بنگلہ دیش ڈھاکہ کی ''شمسی ویلفیئر سوسائٹی'' کی دعوت پر ہوا۔ یہ ویلفیئر سوسائٹی ڈھاکہ میں مقیم شمسی برادری کی ویلفیئر کے لئے قائم کی گئی۔ ویلفیئر کے ساتھ ساتھ مذہب کے ساتھ اپنے لگاؤ کے پیش نظر مختلف مذہبی مواقع مثلاً حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر مذہبی تقریبات کا اہتمام بھی کرتی ہے۔ لہٰذا اس موقع پر نامور علماء اور سکالرز کو دعوت خطاب دی جاتی ہے' اس مرتبہ اس مقصد کے لئے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کو دعوت دی گئی 11' 12 اور 13 ربیع الاول (بمطابق 14' 15' 16 مئی 2003ء) تین خطابات کا پروگرام رکھا گیا تھا۔

11/ مئی کو یعنی ان پروگراموں سے تین دن قبل ہی ڈھاکہ میں ہماری موجودگی دراصل کسی Risk سے بچنے کے لئے کی تھی۔

اکثر حضرات کو معلوم ہوگا کہ تاحال پی آئی اے ہندوستان کی فضائی حدود استعمال نہیں کر سکتی جبکہ کراچی سے ڈھاکہ سے براہ راست پرواز کے لئے (ہندوستان کے قریباً وسط سے) پورے ہندوستان پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آج کل پی آئی اے ڈھاکہ کے لئے دبئی کا روٹ اختیار کرتی ہے جس میں خاصا وقت صرف ہو جاتا ہے۔ سفر کی اس کوفت سے بچنے کے لئے ہم نے بنگلہ دیش ایئر لائن (بیمان) سے سفر کیا جس کے بارے میں خود وہاں کے لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس کی کراچی ڈھاکہ کی فلائٹس بعض اوقات ملتوی کر دی جاتی ہیں اور ایک فلائٹ ملتوی ہو جائے تو اگلی پرواز دو دن کے بعد ہی ملتی ہے یعنی ہفتہ بھر میں تین فلائٹس کا شیڈول ہے۔

11/ مئی کو ہماری فلائٹ کا وقت رات ڈھائی بجے تھا جو 20 منٹ کی تاخیر سے 2:50 پر روانہ ہوئی' سفر کا دورانیہ تین گھنٹے ہے اور بنگلہ دیش کا معیاری وقت ہم سے ایک گھنٹہ آگے۔ لہٰذا مقامی وقت کے مطابق ہم صبح 6:50 پر ڈھاکہ کے ضیاء الرحمٰن انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اُترے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش کے سرکاری اہلکاروں کے کام کرنے کے انداز اور انتظامی معاملات میں خاصی مشابہت پائی جاتی ہے۔ آخر کو ماضی میں ہم نے 24 سال اکٹھے گزارے ہیں۔ چنانچہ امیگریشن کاؤنٹر پر بھی کافی وقت لگا اور سامان کے حصول کے لئے بھی کافی انتظار کرنا پڑا۔ قریباً آٹھ بجے ایئر پورٹ سے باہر نکلنا نصیب ہوا۔ ایئر پورٹ پر شمسی ویلفیئر سوسائٹی کے چیدہ ارکان (دس کے قریب) استقبال کے لئے موجود تھے۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس برادری کا کچھ تعارف اور اہم حضرات جن سے اس سفر اور ڈھاکہ قیام کے دوران ہمارا زیادہ تر وقت گزرا' تعارف کروا دیا جائے۔ شمسی برادری کے آباؤ اجداد ملتان سے دہلی منتقل ہوئے تو وہاں یہ پنجابی سوداگران دہلی سے موسوم ہوئے' وہاں سے اس برادری کا ایک حصہ کلکتہ میں آباد ہوا اور پھر پاکستان بننے کے بعد (1950ء کے لگ بھگ) اکثر لوگ کاروبار کی خاطر ڈھاکہ منتقل ہو گئے۔ ڈھاکہ میں اس وقت ان کی کل تعداد' عورتوں اور بچوں سمیت پندرہ سو کے لگ بھگ ہے۔ گھروں میں اردو زبان اور اپنی ثقافت پر عمل پیرا ہیں تاہم کاروباری ضرورت کے تحت مقامی حضرات سے رابطے اور بنگلہ زبان بولنے اور سمجھنے میں بھی کمی نہیں ہے۔ برادری کے سب لوگ تجارت (کسی نہ کسی اعتبار سے) سے منسلک ہیں۔

ہفتہ بھر ڈھاکہ میں ہمارا قیام خطیب الٰہی صاحب کے گھر پر دھان منڈی کے علاقے میں رہا۔ یادش بخیر بنگلہ بندھو شیخ مجیب الرحمٰن کا گھر جسے اب قومی یادگار قرار دے دیا گیا ہے' اسی علاقے میں تھا۔ یہ پرانے ڈھاکہ شہر کے قریب ''پوش'' علاقہ ہے۔ جس میں قبل ازیں اونچی بلڈنگیں بنانے پر پابندی تھی جبکہ اب 5 منزلہ جدید طرز کے نہایت عمدہ اور کشادہ فلیٹس وجود میں آ چکے ہیں' تاہم ہمارا قیام پرانے طرز کے ایک کشادہ اور جدید سہولتوں سے آراستہ مکان میں رہا۔ جس میں مردانہ بالکل علیحدہ تھا۔ اس حوالے سے کسی دقت کا سامنا نہیں تھا' اس پر مستزاد صاحب خانہ نے میزبانی کا حق ادا کر دیا۔ لہٰذا اچھی بات تو یہ ہے کہ ہمیں کسی Five Star ہوٹل سے بھی زیادہ آرام اور سہولت محسوس ہوئی۔ جسمانی آرام اور سہولتوں سے کہیں بڑھ کر وہ قیمتی لمحات تھے جو صاحب خانہ کے والد محترم شوق الٰہی کی معیت میں صرف ہوئے جن کے بارے میں بانی محترم کا تبصرہ یہ تھا کہ آپ سے تو دوستی ہو گئی ہے۔ یہ تاثر شاید اس لئے بھی تھا کہ شوق الٰہی صاحب شکل صورت اور طرز تکلم میں ہمارے بزرگ رفیق شیخ جمیل الرحمٰن مرحوم سے مشابہت رکھتے ہیں۔ خطیب الٰہی کے بھائی نقیب الٰہی اسی مکان کی اوپر کی منزل میں رہائش پذیر ہیں۔

شمسی ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) کے صدر آج کل فرقان احمد صاحب ہیں۔ انہوں نے بھی ہمارے آرام اور طعام کا خصوصی خیال رکھا۔ مزید برآں مواصلاتی رابطے میں سہولت کی خاطر موصوف نے اپنا موبائل فون ہمارے حوالے کر دیا تھا۔ سوسائٹی کے اکابرین نے ہمارے قیام کے دوران کھانے کی خصوصی دعوتوں کا پروگرام بنا رکھا تھا۔ جسے انہیں محترم ڈاکٹر صاحب کی خصوصی درخواست پر (کہ اس قسم کی دعوتوں میں تکلف بہت ہو جاتا ہے۔ معمول سے کھانا بھی زیادہ کھایا جاتا ہے اور وقت بھی کافی صرف ہو جاتا ہے) بادل نخواستہ ملتوی کرنا پڑا۔ لہٰذا اب یہ ساری ذمہ داری صاحب خانہ اور صدر سوسائٹی پر آن پڑی جسے انہوں نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ سوسائٹی کے نائب صدر فرقان احمد صاحب کے بڑے بھائی (جو قبل ازیں سوسائٹی کے صدر رہ چکے ہیں) اقبال احمد صاحب ہیں۔ جنرل سیکرٹری بہت ہی فعال اور ملنسار طبیعت کے مالک نسیم بن افسر ہیں۔ ہمارے دورۂ بنگلہ دیش کے انتظامات انہی کے ذمے تھے۔ پاکستان میں ہم سے رابطے نیز ویزے کے حصول کے لئے سپانسر لیٹر اور ایئر ٹکٹ کی ترسیل کا فریضہ انہوں نے ہی سرانجام دیا۔ سیرت النبیؐ کے پروگرام کے کنوینر جناب کلیم الرحمٰن اور ان کے نائب محمد احمد شمسی صاحبان کی معیت بھی اکثر ہمیں حاصل رہی جن کے ذریعے بہت سی معلومات ملیں اور حالات سے آگاہی ہوئی۔ ان حضرات کے علاوہ جناب انیس احمد' جناب محمد افسر (نسیم صاحب کے والد صاحب)' جناب فیضان' جناب شاہد حسین' جناب قیصر پرویز' جناب رضی الرحمٰن اور جناب جاوید صاحبان اکثر ملاقاتوں میں شریک رہے۔ ان حضرات سے ملاقات میں ایک دل خوش کن بات یہ نظر آئی کہ اکثر حضرات کے چہرے داڑھیوں سے مزین تھے۔

فلائٹ کے دوران رات بھر آرام کا موقع نہ مل سکا تھا لہٰذا ناشتے کے بعد ظہر تک آرام کیا۔ ڈھاکہ کے سفر کا ہمارا یہ پروگرام ویزے کے حصول میں تاخیر ہو جانے کے باعث

ایک طرح سے ہنگامی نوعیت کا بن گیا" کہ ہم اپنے پروگرام سے اُن حضرات کو بروقت مطلع نہ کر سکے جن سے قبل ازیں ہمارا کسی نہ کسی اعتبار سے رابطہ تھا۔ ان میں اہم تر مولانا ثمیر الدین صاحب ہیں جو بنگلہ دیش میں تاحال ہمارے واحد رفیق تنظیم ہیں۔ انہوں نے ہمارے دینی فکر اور تعارف تنظیم اسلامی پر مشتمل چند کتابوں کو بنگلہ زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ جنہیں بعد ازاں تنظیم اسلامی نے اپنے خرچ پر طبع کروایا۔ مولانا نے چند دیگر کتابوں کا ترجمہ بھی تیار کر رکھا ہے جن کی طباعت کا تنظیم اسلامی نے ابھی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ دوسری اہم شخصیت رابطہ عالم اسلامی کے ایک نوجوان عبدالواحد صاحب ہیں جن سے گزشتہ دورۂ بنگلہ دیش (1997ء) کے دوران تعارف ہوا تھا۔ موصوف نے اس دوران پی ایچ ڈی کر لی ہے اور اسلامی بنک میں ملازم ہیں۔ ان سے رابطہ لازم تھا۔

2001ء میں تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں انٹرنیشنل خلافت کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس میں بنگلہ دیش سے خلافت اندولن کا دو رکنی وفد (امیر خلافت اندولن اور جنرل سیکرٹری) شریک ہوا تھا۔ ان سے بھی رابطہ ضروری تھا۔ ڈھاکہ پہنچتے ہی (صبح ناشتے کے فوراً بعد) ان حضرات سے رابطہ کر کے اپنی آمد نیز جائے قیام کے بارے میں مطلع کر دیا گیا۔ نتیجتاً بعد نماز عصر ان حضرات سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے (بعد نماز عصر) مولانا ثمیر الدین اور رفیق الاسلام آرمانی اور بعد ازاں ڈاکٹر عبدالواحد ملاقات کے لئے تشریف لائے جن سے ڈھاکہ میں قیام کے دوران طے شدہ پروگراموں نیز دیگر پروگراموں کے انعقاد کے امکان پر گفتگو اور تبادلہ خیال ہوا۔ بعد نماز مغرب ہمارے میزبان (شمسی برادری کے اہم افراد) ملاقات کے لئے جمع ہوئے جن سے متفرق موضوعات پر تبادلہ خیال نیز معلومات کا تبادلہ ہوا۔ رات کا کھانا 11 بجے کھایا۔

اس برادری کی اکثریت کا معمول یہ ہے کہ یہ رات دیر تک جاگتے ہیں۔ رات کا کھانا بالعموم گیارہ بجے کے بعد ہی کھایا جاتا ہے نتیجتاً صبح دیر سے بیدار ہوتے ہیں۔ گویا ان کے دن کا آغاز گیارہ بجے ہوتا ہے۔ اگرچہ ہمارے قیام کے دوران ہمارے معمولات کا پورا لحاظ رکھا گیا۔ جس کے لئے ہم ان کے خصوصی شکر گزار ہیں۔

12 مئی بروز پیر صبح (ناشتے کے بعد) سے پھر ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سب سے پہلے خلافت اندولن کے سیکرٹری جنرل محمد ظفر اللہ خان ملاقات کے لئے تشریف لائے ان کے ہمراہ احمد اللہ اشرف امیر خلافت اندولن کے بیٹے حبیب اللہ بھی موجود تھے۔ احمد اللہ اشرف خود تشریف لانا چاہتے تھے لیکن طبیعت کی اچانک خرابی کے باعث نہ آ سکے۔ ان حضرات نے ہمیں بنگلہ دیش آمد پر خوش آمدید کہا اور فرمائش کی کہ اگلے روز یعنی 13 مئی کو نماز ظہر پر مدرسہ نوریہ جس کے مہتمم احمد اللہ اشرف صاحب ہیں تشریف لائیں اور حاضرین سے خطاب کریں۔ نیز دوپہر کا کھانا بھی ہمارے ساتھ کھائیں۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ان کی یہ دعوت بخوشی قبول کر لی۔ بعد نماز عصر مولانا ثمیر الدین تشریف لائے۔ مولانا "تنظیم الاسلام بنگلہ دیش" (بنگالی زبان میں تنظیم اسلامی کا یہی نام رکھا گیا ہے) کے زیر اہتمام ایک پروگرام رکھنا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر عبدالواحد بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے ان کے پیش نظر بھی دو پروگرام ہیں۔ تاہم ابھی ابتدائی گفتگو ہی ہو سکی۔

13 مئی بروز منگل۔ بنگلہ دیش کی اپوزیشن جماعتوں جن میں سب سے بڑی عوامی لیگ ہے نے عام ہڑتال کی اپیل کر رکھی تھی۔ ہڑتال کا وقت صبح چھ بجے سے دوپہر دو بجے تھا۔ اس دوران ہمارے باہر جانے کا تو کوئی امکان ہی نہ تھا البتہ گیارہ بجے کے قریب ڈاکٹر امین الرحمٰن اپنے بیٹے سمیت ملاقات کے لئے تشریف لے لائے۔

ڈاکٹر امین الرحمٰن صاحب سے یہ ملاقات نہایت ہی اہم ثابت ہوئی۔ موصوف کافی حد تک ہمارے مشن پر کاربند ہیں۔ لہٰذا ان کا شخصی اور مشنری تعارف بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

ڈاکٹر امین الرحمٰن کی عمر پچاس کے لگ بھگ ہے۔ نوجوانی میں اسلامی جمعیت طلبہ میں رہے۔ ایم بی بی ایس کرنے کے بعد تیرہ سال تک ایران میں سروس کی۔ ایران میں قیام کے دوران گزشتہ تحریکی زندگی پر غور کرنے کا موقع ملا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ جماعت اسلامی اپنی اصل پالیسی (جس پر اس کی تاسیس ہوئی تھی) اور دعوتی رول کو چھوڑ چکی ہے۔ فیصلہ کیا کہ بنگلہ دیش واپس جا کر رجوع الی القرآن کی تحریک شروع کی جائے۔ اس کی تیاری کے لئے عربی زبان اور ترجمہ القرآن کے سیکھنے کا اہتمام کیا۔ وطن واپسی پر عربی زبان کی کلاسوں کا اجرا کیا۔ اولاً صرف تین ساتھی میسر آئے جب کہ اب قریباً دو سو حضرات کو عربی اور ترجمۃ القرآن کی تعلیم دے چکے ہیں۔ اپنے پروفیشن (معاشی) کی ضروریات کے ساتھ ساتھ ہفتے میں نو کلاسیں لے رہے ہیں جو زیادہ تر جمعہ کے روز ہوتی ہیں۔ (بنگلہ دیش میں ہفتہ وار چھٹی اسی روز ہوتی ہے) خود ہی پرچے بناتے اور مارک کرتے ہیں۔ رجوع الی القرآن پر ایک چھوٹا کتابچہ بنگلہ زبان میں تحریر کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنی ان سرگرمیوں کو منظم انداز میں سرانجام دینے کے لئے "البرکۃ فاؤنڈیشن" کے نام سے ایک ادارہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ اُن کی یہ روداد سن کر بانی محترم نے فرمایا کہ آپ اکیس سال کے فصل سے میرے ہی نقش قدم پر ہیں۔ اس اعتبار سے ان سے خصوصی دلچسپی پیدا ہوئی اور جب انہوں نے اپنی موجودہ کلاسوں کے شرکاء سے خطاب کی دعوت دی تو محترم ڈاکٹر صاحب نے اُسے نہ صرف بخوشی قبول کر لیا بلکہ یہاں تک کہا کہ آپ اگر مزید پروگرام بھی رکھنا چاہیں تو میں آپ کے ان پروگراموں کی خاطر اپنے قیام بنگلہ دیش میں اضافہ کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ لیکن اُن کے لئے بھی شاید فوری طور پر ایک سے زائد پروگرام کا انعقاد مشکل تھا لہٰذا اس کی نوبت تو نہیں آئی تاہم بروز جمعہ ساڑھے چار بجے سہ پہر ایک پروگرام فائنل ہو گیا۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ڈاکٹر امین الرحمٰن کو اپنی انگریزی کتابوں کا سیٹ ہدیۃً پیش کیا۔

پروگرام کے مطابق ایک بجے محمد ظفر اللہ خان صاحب تشریف لے آئے۔ ان کے ہمراہ مدرسہ نوریہ جانا ہوا۔ (اس سفر میں ہمیں پرانا ڈھاکہ شہر دیکھنے کا موقع مل گیا۔) احمد اللہ اشرف صاحب نے ہمارا استقبال کیا۔ نماز ظہر (دو بجے) کے بعد بانی تنظیم نے "امت مسلمہ کی زبوں حالی کی وجوہات اور ان کا علاج" کے موضوع پر پینتالیس منٹ خطاب کیا۔ اساتذہ اور طلباء کی کثیر تعداد نے اس خطاب کو پوری توجہ سے سنا۔ وہ اس خطاب سے خاصے متاثر نظر آ رہے تھے۔ یہ خطاب اردو زبان میں تھا۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ دینی مدارس کی اکثر کتب اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے یہ حضرات اردو زبان بآسانی سمجھ لیتے ہیں اگرچہ بول نہیں سکتے۔ احمد اللہ اشرف صاحب نے دوپہر کے کھانے کا بڑا پُرتکلف اہتمام کر رکھا تھا۔ ہمیں خالصتاً بنگلہ روایات کے مطابق ماچھ بھات (مچھلی اور چاول) کھلائے گئے۔ چار بجے قیام گاہ پر واپسی ہوئی۔

بعد نماز مغرب مولانا ثمیر الدین، ڈاکٹر عبدالواحد اور حفیظ الرحمٰن (ڈاکٹر عبدالواحد کے ساتھی) ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

بعد نماز عشاء شمسی برادری کے اہم افراد کے ہمراہ اجتماعی طعام کا بندوبست تھا۔ جس سے قبل اور درمیان میں متفرق موضوعات پر گفتگو اور تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رہا۔ اس گفتگو پر تیسرے دن کی مصروفیات اختتام کو پہنچیں۔

(جاری ہے)

ضرورت ملازمت

ملتزم رفیق تعلیم بی اے ریٹائرڈ سول سروس مقیم لاہور کو (لاہور ہی میں) فل/پارٹ ٹائم ملازمت کی ضرورت ہے۔

رابطہ رحمانی صاحب فون: 7353987

س: ہماری اسلامیات اختیاری میں طلاق رجعی کے ضمن میں یہ لکھا ہے کہ اس کے لئے نیت ضروری نہیں' کیا یہ درست ہے؟

ج: طلاق رجعی کی شکل میں نیت کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک شخص نے ایک طلاق دی ہے اور ابھی اس کی بیوی گھر ہی میں ہے' اس لئے کہ عدت کا حکم یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں گزارے۔ اس دوران فرض کیجئے طبیعت مائل ہوگئی اور اس نے اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی تو اب وہ طلاق Null & Void ہو جائے گی۔ البتہ ایک طلاق اس کے حساب میں درج ہوگئی۔ اس کے بعد دوبارہ کہے گا تو دو طلاقیں ہو جائیں گی۔ زندگی میں اگر کبھی تیسری بار کہے گا تو پھر طلاق مغلظ ہو جائے گی۔

س: مرنے کے بعد قیامت تک عالم برزخ کے متعلق کچھ لوگ عمل سے معلوم کرتے ہیں کہ مردے کی حالت کیسی ہے' تکلیف میں ہے یا آرام میں؟ کیا یہ علم غیب میں نہیں آتا؟ برائے مہربانی قرآن کی رُو سے بتائیں۔

ج: میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ حضور ﷺ کے لئے تو یقیناً ایسا تھا کہ آپؐ قبروں کے بارے میں بتاتے تھے کہ اس کو عذاب ہو رہا ہے' لیکن آیا یہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے اس کے لئے میرے پاس کوئی بنیاد نہیں ہے۔ کسی صحابیؓ سے یہ بات منقول نہیں ہے اور صحابہؓ سے اونچا درجہ تو کسی کا نہیں ہے۔ اگر بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ جانے اور وہ جانیں۔

س: آپ نے بتایا ہے کہ کوئی ایمان کی حالت میں چوری نہیں کر سکتا۔ اسے اس حدیث کے ضمن میں واضح فرمائیں جس میں کسی نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ کیا مومن چوری کر سکتا ہے تو آپؐ نے فرمایا ہاں کر سکتا ہے البتہ مومن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

ج: یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کوئی مومن حالت ایمان میں چوری نہیں کرتا بلکہ جب وہ چوری کرتا ہے تو ایمان اس کے دل سے باہر نکل جاتا ہے اور اگر وہ توبہ کر لے تو واپس آ جاتا ہے ورنہ رخصت ہو جاتا ہے۔ علماء نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ قانونی اسلام والا ایمان تو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ وہ چوری کرتے وقت بھی موجود ہے چوری کے بعد بھی ہے چوری سے پہلے بھی ہے۔ اس حوالے سے ان دونوں حدیثوں کو سمجھنا چاہئے۔

س: یہودیوں کے مقابلے میں ہمیں کیا کرنا چاہئیے؟ مثلاً کوکا کولا' کے ایف سی اور دوسری اشیاء کا بائیکاٹ وغیرہ۔

ج: یہ ٹھیک ہے کہ ہمیں ان چیزوں کا بائیکاٹ کرنا چاہئے اور پاکستان کی بنی ہوئی چیزیں استعمال کرنی چاہئیں یہ بھی یہودیوں کے خلاف ایک طرح سے ہمارا جہاد ہو جائے گا۔ کم سے کم اسلام کی اتنی حمیت تو ہمارے اندر ہونی چاہئے۔ باقی اصل مقابلہ اس طور سے ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ملک میں اسلامی نظام قائم کریں اس لئے کہ اس کے بعد کفار کے مقابلے میں اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو جائے گی۔ کیونکہ اس طرح دنیا پر حجت قائم ہو جائے گی کہ دیکھو یہ ہے اسلام۔ تم نے جو کچھ سمجھا ہوا ہے یا تمہارے مستشرقین نے جو کچھ اسلام سمجھایا ہے' وہ نہیں ہے بلکہ اصل اسلام یہ ہے جو نظام رحمت ہے۔

س: ہمارے ہاں آج کل لباس کے طور پر پینٹ (Trousers) بہت زیادہ استعمال ہوتی ہے جو کہ عموماً ٹخنوں سے نیچے چلی جاتی ہے' جس کے خلاف سخت احادیث ہیں۔ مہربانی کر کے وضاحت فرمائیں کہ کیا پینٹ پہننا قطعی ناجائز ہے یا بعض صورتوں میں جائز ہے جیسا کہ ہمارے ہاں بہت سے دفاتر میں شلوار قمیص پہننے کی پابندی ہے۔

ج: پینٹ اصل میں صرف اس اعتبار سے غلط شے نہیں ہے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے تک جاتی ہے' آپ اسے ٹخنوں سے اوپر رکھیں۔ لیکن اگر وہ ٹائیٹ ہو اور اعضاء اس میں ظاہر ہو رہے ہوں تو پھر یہ حرام کے درجے آ جائے گی۔ Baggy Trousers یعنی کھلی پینٹیں ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

س: گاڑی یا دوسری اشیاء ہم بینک سے لیزنگ پر لیتے ہیں اس کے متعلق آگاہ کریں۔

ج: لیزنگ میں سود شامل ہے۔ آپ کو جو قیمت دینی ہوگی اس گاڑی کی اصل قیمت سے بہت زیادہ ہوگی اور وہی اس میں سود ہے۔

س: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بچوں کو ایسے کھلونوں سے نہ کھیلنے دیا جائے جو بت کی شکل کے ہوتے ہیں مثلاً کارٹون' جانوروں کی شکلیں' گڑیاں وغیرہ جبکہ بچے ان چیزوں میں زیادہ دلچسپی ظاہر کرتے ہیں' اور یہ کہ حضرت عائشہؓ بھی گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ کیا حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ گڑیا تو بت کی قریب ترین شکل ہے۔

ج: جہاں تک میرا علم ہے یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ گڑیا یا جاندار چیزوں کے مجسمے بنانا اور جاندار چیز کی ہاتھ سے تصویر بنانا دونوں سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ باقی دوسری تفصیل میں میں نہیں جا سکتا۔ آپ فقہاء سے پوچھیں۔ تاہم بچوں کے لئے اور بہت سے کھلونے ہوتے ہیں مثلاً کار' ہوائی جہاز ہے۔ ایسی بہت سی چیزیں آپ بچوں کو کھلونے کے طور پر دے سکتے ہیں ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جان دار چیز کے کھلونوں کا معاملہ مختلف ہے' بہتر ہے اس سے بچیں۔

اہل کفر سے دوستی رکھنے والوں کے بارے میں

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب نمبر 266 دفتر اول میں لکھتے ہیں کہ "میں ایک شخص کی عیادت کو گیا۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں نے اس پر توجہ ڈالی تو اس کے دل کو ظلمتوں سے بھرا پایا۔ ہر چند میں نے توجہ کی کہ اس کے دل پر سے یہ ظلمتیں دور ہو جائیں مگر دور نہ ہوئیں۔ بڑی دیر توجہ کے بعد محسوس ہوا کہ یہ ظلمتیں اہل کفر کی دوستی سے پیدا ہوئی ہیں۔ یہ توجہ سے زائل نہ ہوں گی جہنم کے عذاب سے ہی زائل ہوں گی جو کفر کی سزا ہے"۔

☆ ☆ ☆

حضرت خواجہ محمد معصومؒ (حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحب زادے) اپنے مکتوب نمبر 73 میں لکھتے ہیں کہ "جس جماعت کو اللہ اپنا دشمن قرار دے اور غلظت وشدت کا حکم دے اس سے آشتی اور دوستی رکھنے والا باقاعدہ اسلام سے خارج ہے۔ دشمن سے دوستی اور دعوائے محبت خدا اور رسولؐ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ محبوب کی اطاعت اور محبوب کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے بیزاری لوازم محبت سے ہے"۔ (مرسلہ: سید افتخار احمد)

خلافت کے ضمن میں شرعی احکام

(ماخوذ از ''مسئلہ خلافت'' مکتبہ جمال' اردو بازار)

مولانا ابوالکلام آزاد

(۱) اسلام کا قانون شرعی یہ ہے کہ ہر زمانے میں مسلمانوں کا ایک خلیفہ و امام ہونا چاہئے ''خلیفہ'' سے مقصود ایسا خود مختار مسلمان بادشاہ اور صاحب حکومت و مملکت ہے۔ جو مسلمانوں اور ان آبادیوں کی حفاظت اور شریعت کے اجراء و نفاذ کی پوری قدرت رکھتا ہو اور دشمنوں کے مقابلے کے لئے پوری طرح طاقتور ہو۔

(۲) اس کی اطاعت و اعانت ہر مسلمان پر فرض ہے اور مثل اطاعت خدا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ تاوقتیکہ اس سے کفر بواح (صریح) ظاہر نہ ہو۔ جو مسلمان اس کی اطاعت سے باہر ہوا' وہ اسلامی جماعت سے باہر ہو گیا۔ جس مسلمان نے اس کے مقابلے میں لڑائی کی یا لڑنے والوں کی مدد کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں تلوار اٹھائی۔ وہ اسلام سے باہر ہو گیا۔ اگرچہ نماز پڑھتا ہو' روزہ رکھتا ہو اور اپنے تئیں مسلم سمجھتا ہو۔

(۳) ایک خلیفہ کی حکومت اگر جم چکی ہے اور پھر کوئی مسلمان اس کی اطاعت سے باہر ہو اور اپنی حکومت کا دعویٰ کیا تو وہ باغی ہے اس کو قتل کر دینا چاہئے۔

(۴) صدیوں سے اسلامی خلافت کا منصب سلاطین عثمانیہ کو حاصل ہے اور اس وقت از روئے شرع تمام مسلمانانِ عالم کے خلیفہ و امام وہی ہیں پس ان کی اطاعت و اعانت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ جو ان کی اطاعت سے باہر ہوا' اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا' اور اسلام کی جگہ جاہلیت مول لی۔ جس نے ان کے مقابلے میں لڑائی کی یا ان کے دشمنوں کا ساتھ دیا اس نے خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کی۔

(۵) صرف خلیفہ اسلام ہی کے لئے یہ حکم مخصوص نہیں ہے جب کبھی مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں لڑائی ہو تو کسی مسلمان کے لئے شرعاً جائز نہیں کہ غیر مسلمان فوج کا ساتھی بن کر مسلمانوں سے لڑے یا ان کی مدد کرے اگر کرے گا تو بحکم ''مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا'' اور نص قرآنی ﴿مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا﴾ (۴:۹۳) وہ اسلامی جماعت سے خارج ہو جائے گا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

(۶) جب کسی اسلامی حکومت یا جماعت پر غیر مسلم حملہ کریں یا حملہ کا قصد کریں یا ان کی آزادی و خود مختاری کو کسی دوسری طرح نقصان پہنچانا چاہیں تو ہر ملک کے مسلمانوں پر یکے بعد دیگرے ان کی مدد کرنا' اور حملہ کرنے والوں سے لڑنا' فرض ہو جاتا ہے۔ علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ حملہ آور زیادہ طاقتور ہوں اور ان کے مقابلہ کی کافی طاقت ان مسلمانوں اور وہاں کی اسلامی حکومت میں نہ ہو' اس صورت میں جہاد کی فرضیت علی الکفایہ نہ ہو گی۔ مثل نماز روزہ کے فرض عین ہو گی۔

(۷) اگر خلیفہ اسلام کو دشمنوں کا کوئی ایسا طاقتور گروہ گھیر لے کہ ان کا مقابلہ کرنا اس کی طاقت سے باہر ہو اور بلا تمام مسلمانانِ عالم کی فوری مدد و نصرت کے اسلامی ممالک کی حفاظت نہ ہو سکے تو اس صورت میں تمام دنیا کے مسلمانوں کا بہ یک وقت فرض ہو گا کہ جس طرح بھی ممکن ہو' اس کی مدد کریں۔ اور اس کے دشمنوں پر حملہ آور ہوں۔

(۸) اسلام کا حکم شرعی ہے کہ جزیرۂ عرب کو غیر مسلم اثر سے محفوظ رکھا جائے۔ اس میں عراق کا ایک حصہ اور بغداد بھی داخل ہے۔ پس اگر کوئی غیر مسلم حکومت اس پر قابض ہونا چاہے یا اس کو خلیفہ اسلام کی حکومت سے نکال کر اپنے زیر اثر لانا چاہے تو یہ صرف ایک اسلامی ملک کے نکل جانے ہی کا مسئلہ نہ ہو گا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک مخصوص سنگین حالت پیدا ہو جائے گی۔ یعنی اسلام کی مرکزی سرزمین پر کفر کا اثر چھا رہا ہے۔ پس اس حالت میں تمام مسلمانانِ عالم کا اولین فرض ہو گا کہ اس قبضہ کو وہاں سے ہٹانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنی تمام قوتیں اس کام کے لئے وقف کر دیں۔

(۹) اسلام کے مقامات مقدسہ میں بیت المقدس اسی طرح محترم ہے جس طرح حرمین شریفین۔ اس کے لئے لاکھوں مسلمان اپنی جانوں کی قربانیاں اور یورپ کے آٹھ صلیبی جہادوں کا مقابلہ کر چکے ہیں۔ پس تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس مقام کو دوبارہ غیر مسلموں کے قبضہ میں جانے نہ دیں۔ علی الخصوص مسیحی حکومتوں کے قبضہ و اقتدار میں۔ اور اگر ایسا ہو رہا ہے تو اس کے خلاف دفاع کرنا صرف وہاں کی مسلمان آبادی ہی کا فرض نہ ہو گا بلکہ بہ یک وقت و بہ یک دفعہ تمام مسلمان عالم کا۔

تبادلہ خیال

امیر تنظیم اسلامی کی جناب قاضی حسین احمد سے ملاقات

تنظیم اسلامی کے امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید نے 24 مئی کو ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی جناب قاضی حسین احمد سے منصورہ میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں دونوں رہنماؤں نے قومی اور ملی مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ امیر تنظیم نے سرحد میں شریعت ایکٹ کی منظوری پر قاضی صاحب کو مبارک باد دی اور اسے ایک اچھا آغاز قرار دیا۔ البتہ قومی اسمبلی میں متحدہ مجلس عمل کی تمام جدوجہد اور توانائیاں ایل ایف او کے خلاف جھونکنے پر انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر امیر تنظیم نے اس ضمن میں تنظیم اسلامی کے موقف پر مشتمل تفصیلی مراسلہ بھی امیر جماعت اسلامی کی خدمت میں پیش کیا۔ قاضی صاحب نے بتایا کہ ایل ایف او کی وجہ سے صدر کو اسمبلی پر بالادستی حاصل ہو گئی ہے۔ صدر چونکہ سیکولر ذہنیت کے حامل ہیں' لہٰذا وہ ملک میں سیکولر نظام مسلط کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس صورت میں شریعت کے نفاذ کی طرف کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ قاضی صاحب نے حکومت سے مذاکرات کے بارے میں امیر تنظیم کو اعتماد میں لیا اور انہیں بتایا کہ مجلس عمل حکومت سے ایسے پیکج پر گفتگو کر رہی ہے جس میں اسلامی دفعات کا نفاذ شامل ہے۔ امیر تنظیم نے قاضی صاحب کو بتایا کہ عوام چونکہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ حکومت کے ساتھ مذاکرات میں اسلامی دفعات کے نفاذ کے حوالہ سے بھی گفتگو ہو رہی ہے اس لئے مجلس عمل کے کردار کے حوالہ سے عوام میں مایوسی پھیل رہی ہے۔ لہٰذا عوام کو صحیح صورت حال سے باخبر رکھنا بہت ضروری ہے۔ وفد کے ارکان نے قاضی صاحب پر واضح کیا کہ مجلس عمل کے مستقبل کا انحصار سرحد حکومت کی کارکردگی پر ہے۔ اگر سرحد میں مجلس عمل کی حکومت نے نفاذ شریعت اور بندگانِ خدا کی خدمت کے حوالہ سے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا تو اگلے انتخابات میں انہیں پنجاب اور سندھ میں بھی اچھا رسپانس ملے گا بصورت دیگر عوام بلوچستان اور سرحد میں بھی انہیں مسترد کر دیں گے۔ قاضی صاحب نے اس رائے سے مکمل اتفاق کیا اور بتایا کہ بیوروکریسی ان کے راستے میں رکاوٹیں حائل کر رہی ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ بنیادی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا انقلاب کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ ملاقات جو قریباً ایک گھنٹہ پر محیط تھی انتہائی خوشگوار اور برادرانہ ماحول میں ہوئی۔ اس ملاقات میں اظہر بختیار خلجی' رحمت اللہ بٹر اور مرزا ایوب بیگ نے امیر تنظیم کی معاونت کی۔

تنظیم اسلامی کی دعوت اور طریق کار (۳)

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے نئے قارئین کے لئے قسط وار سلسلہ

اب یہ بات سامنے آتی ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے لئے جماعت کس قسم کی ہونی چاہئے اور جماعت میں شامل ہونے کا طریقہ کیا ہو۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہمارے لئے کامل ترین نمونہ ہے۔ اس لئے جماعت سازی کے حوالہ سے بھی رہنمائی آپؐ سے لینی چاہئے۔ مغرب سے درآمد شدہ نئے طریقہ ہائے کار کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے آج بھی جماعت اسی طرز پر ہونی چاہئے جس طرز پر آپؐ کی جماعت تھی۔ نبی ﷺ کی جماعت تمام اعلیٰ ترین اوصاف سے متصف تھی۔ ان اوصاف میں سے ایک وصف اطاعت امیر تھا۔ نظم وضبط اور ڈسپلن کی پابند جماعت صحابہؓ کو ان کے امیر کی طرف سے جو حکم ملتا تھا وہ اس کی اطاعت کرتے تھے۔ چونکہ صحابہؓ کی جماعت منظم ترین جماعت تھی اسی لئے وہ اپنے مقابل بڑی بڑی جماعتوں اور جمعیتوں کو بآسانی اللہ کی مدد کے ساتھ شکست سے دوچار کر دیتے تھے۔

آج بھی باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے اسی طرح کی منظم ترین جماعت درکار ہے۔ جماعت صحابہؓ کے نظم کی کیفیت ایک حدیث سے سامنے آتی ہے جس کے راوی حضرت عبادہؓ بن صامت ہیں۔

((قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)) (بخاری و مسلم)

عبادہؓ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے، چاہے تنگی ہو یا آسانی، دل آمادہ ہو یا نہ ہوں اور چاہے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی جائے اور ہم اہل امر کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے مگر صرف صریح کفر کے دیکھنے کے بعد جس کے لئے ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل موجود ہو اور یہ کہ ہم ہر جگہ حق بات کہیں گے اور ملامت کرنے والوں کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔''

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ نظم کی انتہا کو ظاہر کر رہی ہے۔ سوائے اس کے کہ اہل امر کفر کا ارتکاب کریں ان کی اطاعت کرنا لازم ہے۔

غزوہ احد کا واقعہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چاہے نیک ترین لوگوں کی جماعت ہو لیکن اگر منظم نہ ہوگی تو ان کا کوئی عمل نظم جماعت کو ڈھیلا کر دے گا اور فتح کی بجائے نتیجہ شکست کی صورت میں دیکھنا پڑے گا۔

غزوہ احد میں جب نبی اکرم ﷺ نے ایک پہاڑی درہ پر 50 تیر اندازوں کا ایک دستہ متعین فرمایا تھا اور ہدایت فرمائی تھی کہ ''تمہیں اسی درہ پر اپنا جنگی فریضہ ادا کرنا ہے چاہے تم یہ دیکھو کہ ہمیں شکست ہو گئی اور پرندے ہماری بوٹیاں نوچ رہے ہیں۔'' لیکن جب کفار کی فوج شکست

محمد اشرف ڈھلوں

سے دوچار ہو کر بھاگ گئی اور مسلمان مالِ غنیمت اکٹھا کرنے لگے تو درہ پر متعین صحابہؓ میں سے اکثریت درہ سے نیچے اتر آئی۔ اس دلیل کی بنیاد پر کہ اب تو فتح ہو گئی ہے۔ لیکن مقامی کمانڈر نے درہ سے نیچے اترنے کی اجازت نہ دی تھی۔ اب مقامی کمانڈر کی حکم عدولی سے جماعتی نظم ڈھیلا ہو گیا اور پھر کفار کی طرف سے دوبارہ حملہ کی صورت میں درہ پر موجود کمانڈر اپنے پندرہ ساتھیوں سمیت شہید ہو گیا اور مسلمانوں پر اچانک دونوں طرف سے حملہ ہو گیا اور فتح شکست کی صورت اختیار کر گئی۔

مذکورہ واقعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی ﷺ خود میدان جنگ میں موجود ہیں۔ سارے صحابہؓ وفادار اور اہل ایمان ہیں۔ اس لئے کہ عبداللہ بن ابی تقریباً تین صد منافقین کو پہلے ہی واپس لے جا چکا تھا۔ نبی ﷺ کی بنفس نفیس موجودگی اور صحابہؓ کے خلوص کے ہوتے ہوئے بھی صرف چند صحابہؓ کی اجتہادی غلطی نے نظم جماعت کو ڈھیلا کر دیا تو نتیجتاً شکست ہو گئی۔

تو پھر آج کے دور میں جب خلوص اور وفا بھی کم ہے اگر کسی جماعت کی بنیاد ہی کثرت رائے کی اطاعت پر رکھ دی جائے۔ جماعت کی قیادت کو اکثریت کا پابند کر دیا جائے تو پھر منظم اور طاقتور باطل کا مقابلہ کر کے فتح کی امید کیسے رکھی جا سکتی ہے؟

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آج اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی اساس اور بنیاد ''بیعتِ سمع و طاعت فی المعروف'' ہونی چاہئے۔ یہ بنیاد مسنون بھی ہے اور معقول بھی اور آج کے دور میں حق و باطل کی کشمکش میں موزوں بھی یہی ہے۔

اقامت دین کی جدوجہد کا طریقہ کار یا منہج انقلاب

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو ہر اعتبار سے کامل نمونہ بنایا ہے۔ آپؐ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ سنت کے اتباع کے حوالہ سے اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ اگر عام دینی اعمال نبیؐ کی سنت کے مطابق ادا کرنا ضروری ہیں تو پھر اقامت دین کی جدوجہد کے لئے بھی راہنمائی نبیؐ کی سنت و سیرت سے ہی لینی چاہئے۔ دنیا کا مشکل ترین کام باطل نظام کے خلاف اجتماعی جدوجہد ہے۔ نبیؐ کا خصوصی مشن باطل کا خاتمہ اور حق کا غلبہ کرنا تھا۔ تو پھر اس اہم ترین اور مشکل ترین دینی کام کے لئے نبیؐ کے اسوہ حسنہ سے راہنمائی کیوں نہ لی جائے؟

جب نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر نگاہ دوڑائی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ آپؐ نے فرد واحد سے آغاز فرما کر مسلسل تیرہ سال مکہ میں قرآن کی دعوت دی۔ آپؐ کو حکم تھا ''یا یھا الرسول بلغ ما انزل علیک من ربک'' ''اے نبیؐ! پہنچائیے جو آپؐ کے رب نے آپؐ پر نازل فرمایا ہے۔'' تو آپؐ قرآن کی دعوت دیتے رہے۔ مکہ ہی کے کچھ لوگ آپؐ کی دعوت پر ایمان لائے۔ سرداران قریش کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی اور دعوتِ حق کو روکنے کے لئے انہوں نے ہر قسم کے حربے آزمائے۔ صحابہؓ کو اذیتیں اور تکلیفیں دیتے رہے۔ نبی ﷺ صحابہؓ سمیت اذیتیں برداشت کرتے رہے لیکن استقامت اختیار کی۔

مکہ میں مسلمانوں کے کردار میں ایک نمایاں وصف یہ نظر آتا ہے کہ انہوں نے کفار کو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا بلکہ تکلیفوں اور اذیتوں کو برداشت کرتے ہوئے صرف صبر کیا ہے۔ یہاں تک کہ کفار نے مسلمانوں کا مکہ میں جینا دوبھر کر دیا تو مسلمانوں کو مکہ چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔ اپنا وطن، اپنے کاروبار اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔

مدینہ پہنچ کر ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ مدینہ کے دو بڑے قبائل اوس اور خزرج ایمان لے آئے۔ یہودیوں سمیت سب اہل مدینہ کے درمیان معاہدہ ''میثاق مدینہ'' طے پایا تا کہ مدینہ کا اجتماعی دفاع کیا جا سکے۔

پھر نبیؐ نے کچھ مسلح صحابہؓ کو دستوں کی صورت میں عرب کے مختلف مقامات کی طرف بھیجا۔ ان مہمات میں

(باقی صفحہ 15 پر)

رفیقات کا کیا رول ہونا چاہئے!

امیر تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کا ایک جامع خطاب

امیرِ تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ جناب مصطفیٰ الترک نے واشنگٹن، نیو یارک، سینٹا کلارا اور ڈیٹرائٹ میں حالیہ منعقدہ ریفریشر کورس میں رفیقات کی ذمہ داریوں پر نہایت جامع خطاب فرمایا جو نہ صرف رفیقات تنظیم اسلامی بلکہ دیگر مسلمات کے لئے بھی موجودہ تناظر میں مشعلِ راہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ رفیقات کو دو اہم رول ادا کرنا ہیں، اولاً اللہ کی رضا اور خوشنودی کا حصول اور دوئم بطورِ تنظیمی کارکن اپنی ذمے داری احسن طریقے سے ادا کرنا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دلوں میں حقیقی ایمان اجاگر کریں اور قرونِ اولیٰ کی ان خواتین کو اپنا آئیڈیل بنائیں جنہوں نے بجا طور پر درخشاں روایات رقم کیں۔

مدنی ریاست کی اولین خواتین نہ صرف میدانِ جہاد میں سرگرمِ عمل رہیں بلکہ فقہ وعلم اور درس و تدریس میں بھی آگے آگے رہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آج کی اصطلاح میں فقہ کی یونیورسٹی چلائی، عظیم شوہر کی عظیم بیوی حضرت خدیجہؓ نے خواتین میں سب سے پہلے حق کو قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا، حضرت سمیہؓ نے حق کی راہ میں اپنے شوہر حضرت یاسرؓ کے ہمراہ شہادت کو گلے لگایا، حضرت ہاجرہؑ کی نیکیوں قربانیوں اور اطاعت گزاریوں کے صلے میں رہتی دنیا تک سعی کی سنت جاری کردی گئی۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ وہ محترم خاتون کون تھیں جنہیں حضرت عمرؓ لے کر اس بدو کے خیمے پر پہنچے تھے جس کے یہاں بچے کی ولادت ہونے والی تھی اور اس کی بیوی کو ایک خاتون کی اشد ضرورت تھی۔ یہ محترم خاتون حضرت علیؓ کی صاحبزادی امِ کلثومؓ تھیں اور خلیفہ وقت حضرت عمرؓ کی اہلیہ محترمہ۔

ایک رات گشت کے دوران سیدنا عمر فاروقؓ نے ایک آواز سنی' ایک گوالن اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے جبکہ بیٹی مسلسل انکاری تھی کہ امیر المؤمنین نے منع کر رکھا ہے۔ ماں بولی کیا امیر المومنین تجھے دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی نے کہا امیر المؤمنین کا اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ صبح ہوئی تو امیر المومنین حضرت عمرؓ نے اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم کے لئے طلب فرمایا اور اسی لڑکی کی اولاد سے عمرِ ثانیؒ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے جو ۹۹ ہجری سے ۱۰۱ ہجری تک محض دو ڈھائی برس کی خلافت میں خلافتِ راشدہ کی یاد تازہ کر گئے۔ حضرت اسماء بنتِ یزیدؓ کی فصاحت و بلاغت کے لئے حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ اس سے بھی زیادہ کسی عورت کی عمدہ تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟

مسلمان خواتین کے لئے چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ نیک نیتی کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہیں تو جس دروازے سے چاہیں جنت میں داخل ہو جائیں' نمازی ہوں' روزے رکھتی ہوں' قانتات ہوں اور حافظات للغیب ہوں۔ ایک مسلمہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامک ڈریس کوڈ کو اپنے اوپر لاگو کرے۔ تنگ اور سی تھرو لباس پہننے والی خواتین کے لئے حضورِ اکرم ﷺ نے ''کاسیات عاریات'' کے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جو خواتین صرف حجاب پر کاربند ہیں انہیں چاہئے کہ چہرے کے پردے کا اہتمام کریں کہ ستر و حجاب کے احکام تمام مسلمات کے لئے ہیں۔ غیبت' چغل خوری اور فضول گوئی سے نہ صرف خود مکمل پرہیز کریں بلکہ دوسروں کو بھی ان معاشرتی بیماریوں سے بچنے کی تلقین کریں۔ ساتھی خواتین کی صلاحیت و ذہانت پر جلنے کڑھنے کے بجائے اپنی مخفی صلاحیتوں کا کھوج لگائیں۔ شوہروں کی ناشکری و نافرمانی سے بچیں کہ جہنم میں اکثریت ان عورتوں کی ہوگی جو شوہروں کی ناشکر گزار ہوتی ہیں۔ البتہ شوہر کا کوئی ایسا حکم نہیں مانا جائے گا جو قرآن و سنت کے منافی ہو۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''دنیا کل کی کل برتنے کی چیز ہے اور اس دنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے''۔ **الرجال قوامون علی النساء** کہہ کر قدرت نے خواتین پر احسان فرمایا ہے کہ انہیں مردوں جیسی بھاری بھرکم ذمے داریوں کو ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لحاظ سے وہ انتہائی خوش نصیب ہیں کہ گھر کی محفوظ فضا میں اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور اپنے عمل کے لئے جواب دہ ہیں۔ ساتھ ہی گھروں میں ان کا دائرہ کار واضح کر کے قدرت نے انہیں **filthy act of zina** سے بھی بچائے رکھنے کا بندوبست کیا ہے۔

ہماری رفیقات تنظیم میں شمولیت کے لئے جو بیعت فارم پُر کرتی ہیں وہ نیکی کی وہی بیعت ہے جو نبی ﷺ خواتین سے لیا کرتے تھے اور یہ سورۂ ممتحنہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں وہ تمام حرام کاموں سے بچنے کا عہد کرتی ہیں لیکن ان کی سمع و طاعت کی بیعت ان کے شوہروں کے ساتھ ہے۔ ہماری رفیقات کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ان کے شوہروں نے ان کو حلال طرزِ زندگی مہیا کر رکھا ہے۔ انہیں حضورِ اکرم ﷺ کی یہ حدیث بھی ذہن نشین کرنا چاہئے کہ ''شوہر کی اطاعت اور اس کے حقوق سے آگاہی عورتوں کا جہاد ہے''۔ بطورِ تنظیمی کارکن انہیں اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار کرنا ہے کہ اب اس کا وقت آن پہنچا ہے۔ انکا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآنِ مجید اور منتخب نصاب سکھائیں اور باقاعدہ ذہن نشین کرائیں۔ تاکہ جب وہ بڑے ہوں تو بہترین مجاہدانہ خوبیوں سے مالا مال ہوں۔ مشہور قول ہے کہ ہر کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے لہٰذا رفیقات کو چاہئے کہ وہ تنظیمی امور کی ادائیگی کے لئے اپنے شوہروں کو پُش کریں کیونکہ ان کے شوہروں کو ان کی مخلصانہ سپورٹ درکار ہے۔ رفیقات اپنی دعوتی سرگرمیوں کو بڑھائیں۔ مکمل شرعی پردہ اور سادگی بھی بہترین دعوتی سرگرمی ہے۔ تمام رفیقات کو تنظیم کے **By-Laws** کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔ چونکہ جماعت میں شامل ہونا موجب برکت ہے لہٰذا ایسا ماڈل بن کر دکھائیں کہ دوسری خواتین بھی جماعت میں شامل ہو کر اس برکت سے فیض اٹھائیں!

(مرتب: رعنا ہاشم خان)

بقیہ: دعوت وتحریک

سے ایک مہم وادی نخلہ کی طرف بھیجی گئی جہاں مسلمانوں کے ہاتھوں پہلا قریشی قتل ہوا۔ جو غزوہ بدر کے اسباب میں سے ایک اہم سبب بن گیا۔

پھر غزوات کا سلسلہ شروع ہوا۔ حق و باطل اپنی پوری قوتوں کے ساتھ آمنے سامنے آ گئے۔ مختلف غزوات کے بعد چھ ہجری میں صلح حدیبیہ ہوئی جس کی رو سے جنگ بندی ہوگئی۔

بعد ازاں کفار مکہ نے صلح حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا۔ مسلمانوں نے مکہ پر 10000 کے لشکر سے چڑھائی کردی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ فتح مکہ کے بعد مسلمان غالب آ گئے۔ دینِ حق کا ہر طرف نفاذ ہوا۔ بعد ازاں عرب کے مختلف علاقوں سے وفود آ کر اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کرنے لگے اور تقریباً پورے عرب میں اسلام کا نفاذ ہو گیا۔ (جاری ہے)

تبدیلی فون نمبر

رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں کہ دفتر تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کا نیا فون نمبر 061-223186 ہے۔

دنیا کا پہلا قرآنی سوفٹ ویئر

نئی کتاب کا تعارف

کتاب میرے سامنے نہیں ہے۔ میں کتاب کے روبرو حاضر ہوں۔ یہ یقیناً دنیا کا پہلا قرآنی سوفٹ ویئر ہے۔ کمپیوٹر میں مختلف رسوم الخط کی بہترین خطاطی کا ایسا شاندار اور حسین وجمیل نمونہ' جس کی اب تک دنیا میں کوئی اور مثال نہیں ہے۔

کلام الٰہی کی اشاعت وترویج میں اس خطاطی نے جو کردار ادا کیا ہے' وہ کسی معجزے سے کم نہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بقول آب زمزم ایک زندہ معجزہ ہے' اسی طرح کلام الٰہی کی کتابت کو بھی زندہ معجزہ کہنا چاہئے کہ جس دن سے آنحضور ﷺ کی ذات والا صفات پر پہلی وحی کا نزول ہوا' اس وقت سے لے کر آج تک ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ کرۂ ارض پر کہیں نہ کہیں' کسی نہ کسی گوشے میں باوضو بیٹھا ہوا کوئی نہ کوئی کاتب قرآن مجید کی کتابت اپنے اسلوب اور انداز میں نہ کر رہا ہو۔

عہد نبویؐ میں قرآن مجید لکھنے والے کئی صحابہ کرامؓ تھے۔ اُس عہد میں قرآن کی کتابت اس وقت کے مروجہ رسم الخط میں ہوئی تھی۔ یہی صورت آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ اور عہد بنی امیہ میں رہی اور صحابہ کرامؓ' تابعین اور تبع تابعین میں سے ہزاروں بزرگوں نے قرآن مجید کی کتابت کا شرف حاصل کیا۔ لاکھوں قلمی نسخے لکھے گئے اور ان کا طرز کتابت وہی تھا جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس وقت عام طور پر رائج تھا۔ دوسری صدی ہجری کے اواخر میں کوئی رسم الخط سارے عالم اسلام میں قرآن مجید کی کتابت کے لئے مروج ومقبول ہو چکا تھا۔

دوسری صدی ہجری کے مکی ومدنی رسم الخط کے نمونے بعض کتب خانوں اور عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ قدیم خط میں جس رسم الخط نے ارتقاء کی کئی منزلیں طے کیں' وہ خط کوفی ہے' جس کی نفاست آج تک ماند نہیں پڑی۔ آگے چل کر آیات قرآنی اور سورتوں کے عنوانات کی تزئین اور زیبائش نے قرآنی کتابت کو چار چاند لگا دیئے' بلکہ خود فن خطاطی نے چپکے چپکے کئی انداز' کئی اسلوب' کئی نئے رسم الخط اختیار کیے جن میں سے خط ریحان' خط نسخ' خط تعلیق' خط گلزار' خط بہار' خط ثلث' خط رقاع وغیرہ زیادہ مشہور ہوئے۔ ہر رسم الخط کے اندر درجنوں چھوٹی چھوٹی قسمیں بھی پیدا ہوتی گئیں' جنہیں قلم کہا جاتا تھا۔ دوسرے تمام رسوم الخط سے آگے نکلتا ہوا' بلکہ انہیں منسوخ کرتا ہوا جو رسم خط آگے بڑھ گیا وہ "خط نسخ" کے نام سے مشہور ہو گیا' اور یہ بھی چوتھی صدی ہجری کے وسط کی بات ہے۔ خطاطی کے اصول و قواعد کے لئے پہلی مرتبہ خط نسخ میں "ناپ" مقرر کیے گئے تاکہ موزونیت اور تناسب قائم رہے۔ خط نسخ اپنی پختہ اور ارتقاء یافتہ صورت میں محمد بن قاسم کی فتح کے بعد پاک وہند میں بھی رائج ہو گیا۔ یہاں کے مسلمان خطاطوں نے قرآن مجید کی کتابت میں مسلسل ایک ہزار سال تک وہ کمال فن دکھایا کہ آج کے جدید اور سائنسی دور میں بھی اسے حیرت و استعجاب سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے ایسے بلند پایہ شاہکار فن پارے تخلیق کیے کہ نظیر ملنا مشکل ہے۔

فن کتابت میں ایک بالکل نیا اور انقلاب خیز موڑ اس وقت آیا جب مطلوب الحسن سید اور احمد جمیل مرزا کی مشترکہ مساعی سے "نوری نستعلیق" کمپیوٹر میں داخل ہو گیا اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے فن کتابت وطباعت نے بھی ٹیکنالوجی کی صورت اختیار کر لی۔

چنانچہ جناب رشید احمد چودھری نے اپنے "مکتبہ جدید پریس" میں شعبہ کمپیوٹر قائم کر دیا۔ وضع دار آدمی تھے۔ خوش ذوق تھے۔ نفیس طباعت کے ساتھ ساتھ خوشنما کتابت کے دل دادہ تھے۔ لیتھو کے عہد کے آدمی تھے۔ اب جو کمپیوٹر کی سکرین پر حروف کو رقص کرتے دیکھا تو دماغ میں خیالات کا تانا بانا بننے لگا' جس نے ایک خواب کی سی کیفیت اختیار کر لی۔ کیا اس کمپیوٹر میں قرآن مجید کے اس رسم الخط ایک خواب کی سی کیفیت اختیار کر لی۔ کیا اس کمپیوٹر میں قرآن مجید کے اُس رسم الخط کو محفوظ نہیں کیا جا سکتا جسے عظیم خطاطوں نے کتابت کیا ہے؟

ایک روز انہوں نے اپنا یہ سوالیہ خیال اپنے فرزند حسن رشید رامے سے بیان کیا۔ پھر تو وہی حالت ہوئی کہ چراغ سے چراغ جل اٹھا۔ حسن رشید پاکستان کے مشہور مصور محمد حنیف رامے کے بھتیجے ہیں' جن کو مصورانہ خطاطی کے بانیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ گویا ذوق حسن اُن کے خون میں شامل تھا۔ اب انہوں نے کمپیوٹر میں قرآنی خطاطی سمونے کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا اور قرآنی خطاطی کا ایک تحقیقی پروجیکٹ بنا لیا۔

انہوں نے اپنے رفقائے کار کی مدد سے آغاز کار ہی میں نتائج اخذ کر لئے کہ اصل کام اغلاط سے پاک قرآن مجید کی طباعت ہے۔ لہٰذا اس پروجیکٹ کے تحت ایسا سوفٹ ویئر ایجاد کیا' جس سے یہ پختہ انتظام ہو گیا کہ قرآن مجید میں زیر وزبر کی معمولی سی غلطی بھی نہ ہو سکے۔ یوں اعلیٰ خطاطی کی نفاست بھی باقی رہے' حسن طباعت میں بھی فرق نہ آئے' اور قرآن مجید کی نشر و اشاعت بھی زمانے کے مطابق فزوں تر ہوتی جائے۔

ایسا سوفٹ ویئر بنانے کے لئے انہوں نے ایک طرف تو کمپیوٹر کے ایسے ماہرین کی ٹیم بنائی جن کا جذبۂ شوق ان کے اپنے جذبے سے کم نہ تھا۔ کام شروع ہوا تو سب سے پہلے ان الفاظ کی فہرست مرتب کی گئی جو قرآن مجید میں بار بار آتے ہیں۔ پھر ان لفظوں کو نقطوں اور اعراب کے بغیر جمع کیا گیا' تاکہ کتابت کے بنیادی فن پاروں کی ضرورت کم سے کم ہو۔ عام طور پر کاتب کو صرف پانچ ہزار الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب یہ الفاظ اعراب وحرکات کے ساتھ شمار کیے جاتے ہیں تو یہ تعداد تقریباً پندرہ ہزار ہو جاتی ہے۔ یہ پندرہ ہزار جڑواں الفاظ (Ligature) کی صورت میں پانچ سال کی مسلسل کاوش اور بڑی عرق ریزی کے ساتھ کمپیوٹر کے سوفٹ ویئر میں منتقل کیے گئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب دنیا کا پہلا قرآنی سوفٹ ویئر وجود میں آ گیا ہے' جس کی بدولت قرآن مجید نہ صرف خطاطی بلکہ طباعت و اشاعت کا ایک بالکل نیا' جدید ترین زمانہ شروع ہو گیا ہے' جسے "قرآن پبلشنگ سسٹم" کے نام سے صدیوں تک ایک بڑے اہم سنگ میل کی حیثیت سے یاد رکھا جائے گا۔ اب قرآن مجید کسی بھی سائز میں مکمل و پختہ نقطوں اور اعراب اور تمام علامات کے ساتھ' اغلاط سے پاک' انتہائی تیز رفتاری' صحیح تر خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا جا سکتا ہے۔ حسب منشا' قرآن مجید کے سائز' فی صفحہ سطروں کی تعداد اور کل صفحات کی تعداد کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ جس کام میں پہلے برسوں لگ جایا کرتے تھے' اب اس سوفٹ ویئر کی وجہ سے چند دنوں میں قرآن مجید طباعت کے لئے تیار ہو جائے گا۔

نوجوان حسن رشید کو مبارک باد دعائیں اور شاباش۔ آپ بھی اُن کو ایک خط لکھ کر ان کا حوصلہ بڑھایئے۔ ان کا پتہ یہ ہے: مکتبہ جدید پریس' 9 ریلوے روڈ' لاہور۔ فون کرنے میں سہولت ہو تو نمبر یہ ہے: 7657151

(راقم السطور: سید قاسم محمود)

تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام ایک روزہ تعارفی پروگرام

مورخہ 11/ مئی بروز اتوار بعد نماز مغرب تا عشاء تنظیم اسلامی ملتان کے زیر اہتمام ایک تعارفی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرنے والے نئے رفقاء کو مدعو کیا گیا۔ تقریباً بیس رفقاء نے اس میں شرکت کی۔ سب سے پہلے نقباء اسرہ جات نے مختصراً بتایا کہ وہ اس وقت اپنے اپنے اسرہ جات میں کس طریقہ سے تنظیمی فکر کو پھیلا رہے ہیں۔

اس کے بعد باری باری تمام رفقاء سے تعارف حاصل کیا گیا۔ الحمد للہ کہ اکثریت رفقاء پڑھے لکھے ہیں اور انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ کس طریقے سے تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ اکثریت رفقاء کی شمولیت درس قرآن کی بنیاد پر ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض رفقاء دورۂ ترجمۃ القرآن سے بھی متاثر ہو کر آئے ہیں۔ اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی ملتان جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے تنظیم کا مختصر تعارف پیش کیا۔ انہوں نے رفقاء کو مبارکباد پیش کی۔ اور تنظیمی لائحہ عمل' اجتماعات کا طریقہ کار اور حکمت قرآن' میثاق' ندائے خلافت اور اعانت کے حوالے سے وضاحت کی۔ اور انہوں نے فرمایا کہ ان رسائل اور کتب کو پڑھنے سے انسان کا فکر واضح رہتا ہے۔ اور جوش اور جذبے کے ساتھ دین کی خدمت کو اپنے لئے اعزاز سمجھتا ہے نیز بیعت کے تقاضے بھی واضح کئے۔ اور جملہ رفقاء کو محنت کوشش سے کام کرنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں تمام رفقاء کی خدمت میں پُر تکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ (مرتب: شہباز نور)

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام کا ایک روزہ تعارفی کیمپ

تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے تحت ایک روزہ تعارفی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ اس تعارفی کیمپ کی میزبانی لانڈھی تنظیم نے کی اس تعارفی کیمپ کو صبح دس بجے تا نماز عشاء جاری رہنا تھا۔ رفقاء تنظیم کی آمد صبح ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ اس تعارفی کیمپ کا مقصد جو کہ اس کے عنوان ہی سے واضح ہو رہا ہے' عوام الناس تک تنظیم کی دعوت کو پہنچانا تھا۔ اس سلسلے میں مقامی تنظیم نے چند روز قبل ہی سے تیاری شروع کر دی تھی۔ مختلف مقامات پر بینرز آویزاں کئے گئے اور مساجد میں دعوتی ہینڈ بل تقسیم کئے گئے تھے۔

جس روز پوری دنیا میں شکاگو کے مزدوروں کی یاد میں مظاہرے' جلسے جلوس منعقد ہو رہے تھے' اس روز انسانیت کو سیاسی' معاشی' معاشرتی اور ہر طرح کے ظلم و استحصال سے آزاد کروانے کے لئے رفقاء تنظیم جمع ہوئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جناب اعجاز لطیف نے دعوتی گشت کے حوالے سے رفقاء کو ہدایات اور رہنمائی فراہم کی۔ اس کے بعد دس دس رفقاء کے آٹھ گروپس کو اطراف کے علاقے میں گشت کے لئے بھیجا گیا جن کے پاس شام کے اوقات میں ہونے والے خطابات کی تفصیل والے دعوتی ہینڈ بل اور تنظیم اسلامی کا ایک سہ ورقی تعارفی ہینڈ بل تھا' تقسیم کیا گیا۔ ان گروپس نے اطراف کے تقریباً ڈیڑھ ہزار گھروں میں یہ ہینڈ بل تقسیم کئے۔ یہ دعوتی سرگرمی نماز ظہر سے پہلے انجام پائی۔ نماز ظہر کے بعد رفقاء کو ظہرانہ پیش کیا گیا۔ اور اس کے بعد کچھ وقت آرام کے لئے دیا گیا تقریباً ساڑھے چار بجے رفقاء کو پھر جمع کیا گیا اور ایک نشست دعوتی گشت کے دوران سامنے آنے والی کمی کوتاہی سے متعلق رکھی گئی۔ جس میں رفقاء نے اس کام کو مزید بہتر اور موثر بنانے کے سلسلے میں تجاویز پیش کیں۔ اس پروگرام کے بعد رفقاء کو چائے پیش کی گئی۔

نماز عصر کے بعد جناب شجاع الدین شیخ کا درس بعنوان ''عظمت قرآن'' ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آج اگر مسلمان دوبارہ عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنا ہو گا۔ اس درس میں حاضرین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

نماز مغرب کے بعد ناظم حلقہ سندھ زیریں جناب انجینئر نوید احمد کا درس بعنوان ''موجودہ عالمی حالات میں قرآن کی رہنمائی'' تھا۔ درس کے آغاز کے ساتھ انہوں نے حاضرین کے سامنے موجودہ عالمی حالات کا ایک نقشہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت عالمی حالات مسلمانوں کے لئے نہایت خراب ہو چکے ہیں ان حالات کو اپنے لئے بہتر بنانے کے لئے مسلمانوں کو دوبارہ اللہ اور قرآن کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ یہ درس اذان عشاء پر دعا کے ساتھ ختم ہوا۔ حاضرین سے کوائف فارم پُر کروائے گئے تا کہ انہیں دوسرے پروگراموں کی بروقت اطلاع دی جا سکے۔ (رپورٹ: نوید کاشفی)

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی و تنظیمی اجتماع

حلقہ لاہور کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی و تنظیمی اجتماع دفتر حلقہ لاہور ریواز گارڈن میں 14 مئی بروز اتوار منعقد ہوا۔ پروگرام کے ناظم امیر لاہور وسطی حافظ محمد عرفان تھے۔

اجتماع کا آغاز ٹھیک نو بجے ہوا۔ پروگرام کے آغاز میں رفقاء نے دو رکعت نماز نفل بطور شکرانہ ادا کئے۔

افتتاحی کلمات میں ناظم اجتماع جناب حافظ محمد عرفان نے کہا کہ ہم سب سے پہلے اپنی نیت کو خالص کریں کہ ہم یہاں صرف اللہ کی رضا اور اس کے فضل کے حصول کے لئے آئے ہیں۔

توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر جناب شیخ نوید احمد نے گفتگو کی۔ پھر راقم نے فریضہ نہی عن المنکر کی اہمیت اور اس کے تقاضے پر مفصل بات کی۔ تقریباً گیارہ بجے وقفہ دیا گیا۔ تمام شرکاء کی دودھ سوڈا کے ساتھ تواضع کی گئی۔

جناب مجیب الرحمٰن نے ہفت روزہ ندائے خلافت کی اہمیت اور افادیت واضح کی اور عراق نمبر سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد رفقاء میں کتابچہ فرائض دینی کا جامع تصور تقسیم کیا گیا۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد ساڑھے چار بجے دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا۔ جس میں کچھ شرکاء نے اظہار خیال کیا۔

بعد از نماز عصر امیر حلقہ جناب مرزا ایوب بیگ نے سیاسی حالات پر گفتگو کرتے ہوئے ملک کی داخلی و خارجی صورت حال پر روشنی ڈالی' انہوں نے کہا کہ ایل ایف او (LFO) پر سنجیدہ مذاکرات ملک میں سیاسی استحکام لا سکتے ہیں ورنہ غیر ملکی قوتیں اس سے فائدہ اٹھائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ قوت بازو سے انڈیا اور پاکستان سے مسئلہ کشمیر اپنی مرضی کے مطابق حل کروانا چاہتا ہے۔ پاکستانی حکام اگر اپنے اصولی موقف پر ڈٹے رہے تو انشاء اللہ مضبوط پاکستان کو عراق اور افغانستان کی طرح فتح نہیں کیا جا سکے گا۔ ایم ایم اے کے سیاسی کردار پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ صدر کی وردی اتروانے کی بجائے سب سے پہلے ملک میں نفاذِ اسلام کا مطالبہ کریں تو انہیں بھرپور عوامی تائید ملے گی۔

پروگرام کا مرکزی پروگرام بعد نماز مغرب تھا۔ اس میں چوہدری رحمت اللہ بٹر نے سورۃ روم کے حوالے سے دین اسلام اور اجتماعیت کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہر انسان اپنی فطرت پر زندگی گزارتا ہے۔ دنیا میں آ کے وہ جسے رب جانتا ہے' اسی کے دین پر زندگی گزارتا ہے۔ دین کہتا ہے کہ اللہ کو مالک جان کر اپنے آپ کو اسی کی طرف یکسو کر لو۔ دین کے حصے بخرے مت کرو یہی تو شرک ہے۔ دین کو صرف انفرادی معاملہ سمجھنے کی وجہ سے آج کہیں ملت اسلامیہ کا تصور نہیں ہے۔ دین کا مکمل تصور اجتماعی زندگی کے بغیر ممکن نہیں۔ شعبہ نشر و اشاعت لاہور نے اس پروگرام کے انعقاد کی اطلاع اور پروگرام کا پریس ریلیز اخبارات کو جاری کیا جو City Pages کی زینت بنا۔ اس ایک روزہ پروگرام میں مجموعی میں طور پر تقریباً سوا افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: نثار احمد خان)

اسرہ عثمان آباد ملتان کا ماہانہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی ملتان کا اسرہ عثمان آباد ایک منفرد اسرہ ہے جو ہیئت تنظیم کے حوالے سے ایک تنظیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس اسرہ میں تقریباً بیس رفقاء ہیں جن میں سے چھ ملتزم بقیہ مبتدی رفقاء ہیں۔ اس اسرہ کی کامیابی کا سہرا نقیب اسرہ جناب چودھری محمود الٰہی کے سر ہے۔ جن کی لگن' محنت اور جذبہ اس اسرہ کی فعالیت کا باعث ہے۔

مورخہ 19 مئی بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد دبلج میں ماہانہ دعوتی اجتماع ہوا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے قرب و جوار کی مساجد میں اعلانات کے ساتھ ساتھ ہینڈ بلز بھی تقسیم کئے

گئے۔ عصر سے مغرب تک رفقاء نے گشت کیا۔ اور لوگوں کو مسجد میں لانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ پروگرام کا وقت مغرب تا عشاء طے پایا۔ چنانچہ بعد نماز مغرب نقیب اسرہ نے ''منہج انقلاب نبوی'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اور انقلابی مراحل کو بڑے مؤثر اور سادہ انداز میں پیش کیا۔ آپ نے نظریہ توحید کی دعوت کے نتیجہ میں آنے والے حضرات کے لئے تنظیم اور تربیت کی اہمیت کو واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے بالکل وہی طریقہ کار اپنایا جائے گا۔ جو آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے حضورؐ نے اپنایا تھا۔ اگر اس طریقہ کو چھوڑ کر کوئی اور دوسرا طریقہ اپنایا تو خلوص نیت کا اجر تو مل جائے گا۔ نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔

اس کے بعد آپ نے انقلاب نبویؐ کے بقیہ تین مراحل صبر محض، مسلح تصادم اور چیلنج کو بیان کرتے ہوئے ان کی وضاحت پیش کی اور آخر میں تنظیم اسلامی کا تعارف بھی پیش کیا۔ اسی مسجد میں امیر تنظیم جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی کا ماہانہ درس قرآن ہوتا ہے۔ ان کی غیر موجودگی میں یہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس پروگرام میں تقریباً ساٹھ افراد نے ایک گھنٹہ پر مشتمل خطاب کو انتہائی توجہ کے ساتھ سنا۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقاء کی محنت کو اجر عظیم سے نوازے۔ (مرتب: شہباز نور)

اُسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی اسرہ دیر شہر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع بمورخہ 10/ مئی کو دیر شہر کے مختلف مساجد میں منعقد کرانے کا مشورہ طے ہوا۔ جس کے لئے ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی جناب غلام اللہ حقانی تشریف لائے تھے۔ پروگرام کا آغاز مسجد بابا صاحب رحمان کوٹ بالا میں بعد از نماز عصر شروع ہوا۔ مولانا نے بڑی جامعیت سے اقامت دین کی طریقہ کار پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ کرۂ ارضی پر اگر کہیں بھی اللہ کا قانون نافذ نہ ہو تو مسلمانوں پر اقامت دین کے لئے جدوجہد فرض ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پوری دنیا میں مسلمان اس لئے ذلت سے دوچار ہیں کہ انہوں نے اپنا فریضہ چھوڑ دیا ہے۔ اور جب تک یہی روش رہے گی۔ مسلمانوں پر اسی طرح ذلت و مسکنت طاری رہے گی۔ اسی نشست میں قریباً چالیس افراد شریک تھے۔ جو کہ بڑی دلجمعی سے بات سن رہے تھے۔ اگلا پروگرام بعد نماز مغرب مسجد بلال رحمان آباد میں تھا۔ دوچار حضرات جو کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں اس نشست میں شریک ہوئے۔ اس نشست میں کم و بیش پچاس، ساٹھ افراد نے بات سنی۔ تیسرا پروگرام دیر شہر کے وسط میں محلہ بجلی گھر کی جامع مسجد میں بعد از نماز عشاء ہوا۔ مولانا نے فتنہ دجال کے موضوع پر بڑا مدلل اور مفصل خطاب کیا۔ قریباً اسی افراد نے بڑی دلجمعی اور یکسوئی سے بات سنی۔ شرکاء میں جماعت اسلامی کا ایک سابقہ امیدوار صوبائی اسمبلی بھی موجود تھا۔ جو آنکھوں پر قابو نہ پا کر آنسو بہا رہا تھا۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ یہ پروگرام قریباً شب کے ساڑھے دس بجے ختم ہوا۔

اجتماع کے دوسرے دن صبح بعد از نماز فجر جناب ممتاز بخت نے فکر آخرت کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ جس میں قریباً پندرہ افراد شریک ہوئے۔ اس ایک روزہ دعوتی اجتماع میں لی بیوز تنظیم کے امیر کے علاوہ ایک رفیق اور اسرہ دیر کے سات رفقاء شریک رہے۔ (رپورٹ: سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی سوسائٹی کراچی کے زیر اہتمام تفہیم دین کورس

الحمد للہ تنظیم اسلامی سوسائٹی کے تحت مورخہ 13/ تا 17/ اپریل 2003ء پانچ روزہ تفہیم دین کورس شہر کے مرکزی مقام فورسیزنز شادی ہال، مین شاہراہ فیصل میں منعقد ہوا۔ اس کورس کے لئے بیس ہزار ہینڈ بلز شائع کئے گئے جو سوسائٹی اور اس کے ملحقہ علاقوں کی مساجد میں تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ ایک ہزار دعوتی کارڈ بھی چھپوائے گئے۔ اور انہیں احباب تک بذریعہ ڈاک اور ذاتی رابطہ کے ذریعہ پہنچایا گیا۔ کورس کے پہلے دن جناب شجاع الدین شیخ نے سورۃ العصر کی روشنی میں راہ نجات بیان کی۔ دوسرے دن جناب عامر خان نے ''نبی اکرمؐ سے تعلق کی بنیادیں'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ تیسرے روز جناب اعجاز لطیف نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' پیش کیا۔ چوتھے دن جناب اختر ندیم نے ''غلبہ دین کا نبوی طریقہ کار'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخری دن تنظیم اسلامی سوسائٹی کے امیر جناب نوید احمد نے شرکاء کے سامنے ''اجتماعیت اور بیعت کی اہمیت'' واضح کی۔ ان کی گفتگو کے اختتام پر دو ساتھیوں نے بیعت فارم پُر کر کے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ ان تمام پروگراموں میں شرکاء کی حاضری اوسطاً دو سو مرد اور ستر خواتین پر مشتمل رہی۔ ہر روز پروگرام کے اختتام پر شرکاء میں اس روز کے متعلق سوال نامے تقسیم کئے گئے اور انہیں پُر کرانے کے بعد حل کرایا گیا۔ 41 مرد اور 16 خواتین نے پانچوں دن سوال نامے پُر کر کے جمع کرائے۔ الحمد للہ شرکاء نے بڑی دلچسپی کے ساتھ تمام لیکچرز سنے۔ لیکچرز کے مشمولات کو Multi Media کے ذریعہ شرکاء کو دکھایا گیا۔ نیز ہر لیکچر کے کتابی صورت میں نوٹس بھی مرتب کر کے شرکاء کو ہدیۃً فراہم کئے گئے۔ (مرتب: محمد فیصل منصوری)

دعائے مغفرت

☆ راحت آباد ہاتھیان ضلع مردان کے معمر مبتدی رفیق جناب حاجی غلام رحیم مورخہ 9 مئی 2003ء کو بقضائے الٰہی وفات پا چکے ہیں۔

☆ پشاور کے ملتزم رفیق جناب نظام اللہ کی نانی صاحبہ 11 مئی 2003ء موضع نوشہرہ کلاں میں بقضائے الٰہی وفات پا چکی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی کراچی، شمالی محترم جناب سیف الرحمٰن کی نانی محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

رفقاء واحباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری

اس ماہانہ شب بسری کا انعقاد 3 مئی 2003ء کو ڈبر (تیمرگرہ) کی جامع مسجد میں ہوا۔ نماز عصر کے بعد جناب مولانا احسان الحق نے شب بسری کے شرکاء اور نمازیوں سے دعوتی خطاب کیا۔ مولانا موصوف نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی چار بنیادوں کی مفصل وضاحت فرمائی۔ پہلی یہ کہ حضور ﷺ پر ایمان لایا جائے اور آپؐ کی تصدیق کی جائے۔ دوسری یہ کہ حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم کی جائے۔ تیسری یہ کہ حضور ﷺ کی نصرت وحمایت کی جائے اور چوتھی یہ کہ نبی اکرم ﷺ پر جو نورِ ہدایت یعنی قرآن حکیم نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی جائے اور اپنی زندگی کے ہر عمل کے لئے اس مینارۂ نور سے ہدایت و رہنمائی حاصل کی جائے۔

نماز مغرب کے بعد امیر حلقہ جناب محمد فہیم خان نے ''موجودہ عالمی حالات کے تناظر میں مسلمانوں کے کرنے کا اصل کام'' کے موضوع پر دعوتی خطاب فرمایا۔ امیر حلقہ نے فرمایا کہ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کی بدولت دنیا سکڑ کر ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے اور آج اس پورے کرۂ ارضی پر مغربی افکار و نظریات اور انسان اور کائنات کے بارے میں وہ تصورات پوری طرح چھائے ہوئے ہیں۔ جن کی ابتدا آج سے تقریباً سو دو سو سال قبل یورپ میں ہوئی تھی۔ انہوں نے موجودہ مغربی تہذیب کو یک چشمی قرار دیا جس میں انسان کی توجہ خدا کے بجائے کائنات، روح کے بجائے مادہ اور آخرت کے بجائے حیاتِ دنیوی پر مرتکز ہو کر رہ گئی ہے۔ ایسے میں ''رجوع الی القرآن'' وقت کی اہم ضرورت اور کرنے کا اصل کام ہے تاکہ انسانیت مادیت والحاد کے اندھیروں سے نکل کر ایمان و یقین کی روشنی میں آئے اور خدا پرستی وخود شناسی کی دولت سے مالا مال ہو سکے۔ امیر حلقہ کے خطاب کے بعد تعارفی نشست ہوئی جس میں پچپن رفقاء واحباب نے اپنے تعارف کرایا۔

صلوٰۃ عشاء کی ادائیگی کے بعد جناب محمد فہیم نے درسِ حدیث دیا اور قربِ قیامت کی علامات بیان کیں۔ اس کے بعد جناب عزیز الحق نے علامہ اقبالؒ کی ایک نظم ترنم سے اپنے مخصوص و دلکش انداز میں سنائی۔ طعام عشاء کے بعد منہج انقلاب نبویؐ کے ابتدائی دو ابواب سے کوئز پروگرام ہوا جسے جناب احسان الودود صاحب نے بحسن وخوبی چلایا۔

اگلے روز بعد صلوٰۃ الفجر جناب ڈاکٹر فیض الرحمٰن نے درس قرآن دیا انہوں نے نور فطرت اور نور وحی کی وضاحت کی اور اولوا الالباب کی صفات بیان کیں۔ ناشتے کے وقفے کے بعد جناب محمد سعید نے انقلاب نبویؐ کے مراحل مختصراً بیان کئے۔ ''افہام و تفہیم'' کی نشست پر اس شب بسری کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ شوکت اللہ شاکر)

علمائے جامعہ الازہر کا فتویٰ

دنیائے اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ الازہر نے ایک فتویٰ جاری کیا ہے' جس میں کہا گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک پر ان تمام جدید اور مہلک ہتھیاروں کا حصول فرض ہے جو اُن کی سلامتی کو یقینی بنانے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ یہ فتویٰ مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں دنیائے اسلام کے منتخب علمائے کرام اور مفتیانِ عظام نے ایک خصوصی اجلاس کے دوران متفقہ طور پر جاری کیا۔ انہوں نے تمام عرب و اسلامی ممالک پر زور دیا ہے کہ وہ ایٹمی ہتھیار نہ رکھنے کے معاہدوں سمیت ان تمام معاہدوں سے علیحدگی اختیار کر لیں جن سے عالم اسلام کمزور ہوتا ہے۔ اسلامی ممالک کے لئے اس قسم کے تمام معاہدوں سے علیحدگی اختیار کرنا شرعاً جائز بلکہ واجب ہے۔ جامعۃ الازہر کے شعبۂ فقہ کے رئیس ڈاکٹر احمد طہٰ ریان نے کہا کہ مسلم ممالک کا ان تمام مہلک ایٹمی ہتھیاروں سے تہی دست ہونا' جو کفار کے پاس موجود ہیں' ایک بہت بڑی اور ناقابل تلافی غلطی ہے جس کا ازالہ بلاتاخیر ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک کا ایٹمی ہتھیاروں سے محروم رہنا بھی شرعاً ناجائز اور حرام ہے' کیونکہ مسلمانوں کو ہر قسم کے اسلحے سے لیس ہونا حکم خداوندی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل﴾ اس صریح فرمان کے ہوتے ہوئے جو مسلم ملک یا حکمران اس فریضے کی انجام دہی میں کوتاہی کرتا ہے' وہ خائن ہے۔

بیت المقدس فدائی حملے

مقبوضہ بیت المقدس کے علاقے میں 18 مئی کو دو زبردست فدائی بم دھماکوں میں سات یہودی ہلاک جبکہ دو فدائی شہید اور 20 زخمی ہوئے۔ فدائی دھماکوں کے بعد مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام پر صلاح مشورے کے لئے اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے امریکا کا دورہ منسوخ کر دیا اور ان کے حکم سے غزہ پٹی کے ساتھ سرحد مکمل طور پر بند کر دی ہے۔ اسرائیل نے الزام عائد کیا ہے کہ یہ دھماکے یاسر عرفات نے وزیراعظم محمود عباس کے امن مشن کو سبوتاژ کرنے کے لئے کرائے ہیں۔ اسرائیل نے ایک بار پھر اس بات پر زور دیا کہ فلسطینیوں کو شدت پسند گروہوں کے خلاف کارروائی کرنا ہوگی' جبکہ فلسطینیوں کا کہنا ہے کہ پہلے اسرائیل کو امریکا کی طرف سے پیش کردہ ''روڈ میپ'' واضح طور پر منظور کرنا ہوگا۔

آچے میں مارشل لاء

انڈونیشیا کی صدر محترمہ میگاوتی نے علیحدگی پسند باغیوں کے ساتھ ٹوکیو امن مذاکرات کی ناکامی کے بعد صوبہ آچے میں مارشل لاء نافذ کر دیا ہے اور فوجی کارروائی کا حکم دے دیا ہے' مارشل لاء آئندہ چھ ماہ کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ صوبے میں پہلے ہی 28 ہزار فوجی موجود ہیں۔ چھ خصوصی طیاروں سے انتہائی تربیت یافتہ 468 کمانڈوز کو اتار دیا گیا' جبکہ برونکو قسم کے جنگی طیارے نے باغیوں کے مختلف ٹھکانوں کو راکٹوں سے نشانہ بنایا ہے۔ دوسری طرف باغیوں کی تنظیم ''فری آچے موومنٹ'' (جی اے ایم) نے اعلان کیا ہے کہ وہ گوریلا جنگ لڑیں گے' وہ وقت اور جگہ کا تعین خود کریں گے۔

دولت مشترکہ کا انکار

دولت مشترکہ نے 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے بعد معطل کی جانے والی پاکستان کی رکنیت بحال کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تنظیم کے سیکرٹری جنرل نے وزارتی ایکشن گروپ کے اجلاس کے بعد کہا کہ پاکستان کی رکنیت بحال کرنے کے معاملے پر ستمبر میں نیویارک میں ہونے والے اجلاس میں دوبارہ غور کیا جائے گا۔ اجلاس میں کہا گیا کہ پاکستان کو رکنیت بحال کرنے کے لئے جمہوری اداروں کو مستحکم کرنے میں مزید پیش رفت کرنا ہوگی۔ اجلاس میں اس بات کا جائزہ لیا گیا کہ اس وقت حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان لیگل فریم آرڈر (ایل ایف او) کے معاملے پر ڈیڈلاک ہے' امید ہے کہ دونوں فریق اس غیر معمولی مسئلے کو حل کر لیں گے اور اس مسئلے کا حل پارلیمانی روایات اور جمہوری طریقے سے نکال لیں گے۔ جس کے بعد دولت مشترکہ اپنے آئندہ اجلاس میں پاکستان کی رکنیت کی بحالی کا جائزہ لے گی۔

پاکستان اور سعودی عرب کی باری

اسامہ بن لادن کے نائب ایمن الظواہری نے مسلمانانِ عالم پر زور دیا ہے کہ مغربی اہداف کے خلاف مزید خودکش حملے کئے جائیں۔ الجزیرہ ٹی وی پر چلنے والی ایک آڈیو ٹیپ میں ایمن نے کہا کہ دنیائے اسلام سے مغربی طاقتوں کو نکالنے کے لئے ان پر سخت حملے کریں اور 11 ستمبر جیسے حملوں کی یاد تازہ کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان امریکا' برطانیہ' آسٹریلیا اور ناروے کے سفارت خانوں' ان کی تنصیبات اور ان کی کمپنیوں اور عملے کو نشانہ بنائیں۔ ان کے پاؤں تلے کی زمین کو آگ لگا دیں اور ان مجرموں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر پھینکیں۔ عیسائی اور یہودی صرف ہلاکتوں اور خون کی زبان سمجھتے ہیں۔ انہیں لاشوں' تباہ شدہ تنصیبات' جلتے ہوئے ٹاورز اور تباہ حال معیشتوں کے ذریعے ہی مجبور کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عراق کے بعد پاکستان' سعودی عرب' مصر' کویت' اردن کی باری آ سکتی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں پر مزید زور دیا کہ وہ صلیبی جنگ دوبارہ شروع کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بچاؤ کا واحد راستہ جہاد ہے۔

عراق پر تیرہ سالہ پابندیاں ختم

سلامتی کونسل نے عراق پر تیرہ سال سے عائد پابندیاں اٹھا کر اس کی معیشت امریکی قیادت میں بین الاقوامی فوج کے حوالے کرنے کی امریکی قرارداد 22 مئی کو منظور کر لی ہے۔ قرارداد کے حق میں 14 ووٹ آئے جبکہ پندرہویں غیر مستقل رکن شام نے رائے شماری کا بائیکاٹ کیا۔ قرارداد نمبر 1483 میں امریکا اور برطانیہ سے کہا گیا کہ وہ عراقی عوام کی نمائندہ حکومت کے قیام تک عراق کی عبوری انتظامیہ کی تشکیل میں مدد دیں۔

سات مذہبی و دینی تنظیموں پر پابندی

پاکستان نے سات مذہبی اور جہادی تنظیموں کی ہر طرح کی سرگرمیوں اور نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی ہے۔ ان میں لشکر طیبہ' حزب المجاہدین' سپاہ صحابہ' سپاہ محمد' جیش محمد اور دیگر جماعتیں شامل ہیں۔ ان جماعتوں اور ان کے رہنماؤں کے اکاؤنٹ منجمد کر کے دفاتر سیل کر دیئے گئے ہیں۔

صوبہ سرحد میں شریعت ایکٹ

منظوری کے لئے 27 مئی کو صوبائی اسمبلی میں پیش ہوگا۔ مفصل کارروائی آئندہ شمارے میں شائع ہوگی

تبدیلی فون نمبر

رفقاء و احباب نوٹ فرمائیں کہ دفتر تنظیم اسلامی حلقہ جنوبی پنجاب کا نیا فون نمبر 061-223186 ہے۔

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.19
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Just the change of an alphabet

Imagine how many thousand people will again get killed, maimed and enslaved just with the change of an alphabet. Imagine the recent horrific bombing, illegal invasion and its consequence in Iraq, and be assured that the same is bound to happen again with just the change of a single alphabet from "q" to "n".

A quick look at the most recent headline reminds sequences and wording of all the stories that preceded Mr. Bush's war on Iraq. If there is any difference it is that "q" is replaced with "n". It is now the same words, used for the same lies, in the same manner, through the same sources and directed at the same gullible Americans, who do not have the stomach tc ask their leaders to answer for the lies that justified the war and occupation.

Have a look at the headlines: "Intercepts Show Senior Al Qaeda in Iran Played Role in Saudi Bombings."[1] "U.S. Demands That Iran Turn Over Qaeda Agents," [2] "U.S. officials seek change of regime." [3] "U.S. Eyes Pressing Uprising In Iran Officials Cite Al Qaeda Links, Nuclear Program." [4] "US prepares to undermine Iranian government." [5] "The Australian Foreign Minister, Alexander Downer, delivered a tough, last-chance call to Iran to crack down on al-Qaeda terrorists allegedly in the country." [6] "Pentagon sets sights on a new Tehran regime UK and state department reject blunt approach." [7] "Tehran demands U.S. prove claims that Iran is harboring al-Qaida leaders." [8] "Washington to take on aggressive stance against Iran." [9]

According to the *New York Times* report, the United States is pressing Iran to hand over operatives of Al Qaeda "believed by American intelligence officials to have been working in Iranian territory, Bush administration officials said Sunday." Is it not the same intelligence officials and the same Bush administration officials, who were showing weapons of mass destruction to the United Nations until recently? Would the Americans really believe what their intelligence and political official tell the same lies, all over again, in a changed context for a different country?

The mystery of the disappearing weapons of mass destruction in Iraq has not yet solved. The mystery of US intelligence cluelessness about the happening of 9/11 has not yet solved. The unaccountable US administration and intelligence officials have yet to explain their previous failings, which have taken thousands of lives at home and abroad. It is a tall claim on part of the lying officials that within hours of the attack in Saudi Arabia they came to know that Iran had a hand in it. Why did they not come to know a day before, or at least an hour before the attack to save a few lives? Why just "shortly after the bombings in Riyadh," as the *New York Times* reports?

It is a matter of changing a single alphabet for the US administration and its embedded journalists in the duty-bound mainstream media. But, it's a matter of life and death for millions of Americans and non-Americans. It is a matter of peaceful coexistence of 6 billion people and different civilizations. Armed with unimaginable amount of weapons of mass destruction, the lying and absolutely unaccountable administration in Washington has become the most serious ever threat the human kind has ever faced.

For how long would this totalitarian administration create an emotional tension in its citizens as well as totally benign countries abroad. The acts of the American and other citizens is determined by the tension and pressure they face at the hands of all powerful Washington.

When people are divided into "with us" or "against us" — "loyalists" and "terrorists" — a premium is placed on every type of conformist, coward, and hireling; whereas among the "terrorists" one finds a singularly high percentage of people who are direct, sincere, and true to themselves and their fellow human beings. From the future and peaceful coexistence of human kind point of view these persons would constitute the best guarantee that the demi-gods in Washington behave humanly. The so-labelled supporters of terrorists and disloyal have no other crime on their conscience except their contempt for the hegemons, or their incorrect evaluation of their might.

It is time for the world to stand up to tyrants and say enough is enough. Tomorrow it will be too late.

End Notes

[1] Cosby, Rita. *Fox News*, May 26, 2003.
[2] Weisman, Steven R. *New York Times*, May 26, 2003.
[3] Mann, William C. Associated Press, *Washington Time* May 26, 2003.
[4] Kessler, Glenn. *Washington Post* Staff Writer, May 25, 2003; Page A01.
[5] Neighbour, Margaret. *The Scotsman*, May 26, 2003.
[6] Mark Forbes in Tehran *The Sydney Morning Herald*, May 26, 2003.
[7] Julian Borger in Washington and Dan De Luce in Tehran, *The Guardian*, May 24, 2003.
[8] Ali Akbar Dareini, Associated Press Writer, May 22, 2003
[9] albawaba.com May 25, 2003 (08:27).

ATTENTION ALL RUFAQA

Tanzeem-e-Islami is seeking Rufaqa who possess the ability to translate Tanzeem's Urdu material into English. This work will be carried out on purely a voluntary basis and Rufaqa from anywhere in the world can take part. Rufaqa interested in contributing to this cause should send their CV's to either anjuman@tanzeem.org **(Subject: Seeking Translator)** OR mail to:

Adnan Rehman, Qur'an Academy,
36-K, Model Town, Lahore.
Ph: (042)5869501-3 Fax: (042)5834000